خواتین کے لیے درس قرآن ڈاٹ کام کا پیش کردہ آن لائن رسالہ
ای میگزین
پیامِ حیا
شمارہ نمبر 28
عید مبارک

فہرست:

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3
نعت	4
عیدالفطر اللہ کا انعام	5
کچھ یوں میری عید ہو (نظم)	7
عید کی سنتیں	8
نرالی عیدی	9
جگت ماں کے لئے محبت کے ساتھ	13
زندگی (نظم)	14
عید کے دن روزے دار کے لئے اللہ کا انعام	16
لیلۃ الجائزہ	18
اے اقصیٰ (نظم)	20
پیغامِ عید سعید	21

مضامین	صفحہ نمبر
ٹھنڈا لوہا گرم لوہے کو کاٹتا ہے	22
اس بار میٹھی عید کچھ منفرد انداز سے	25
عید کے دن عید کا پیغام	27
درود شریف	29
قوم کی بیٹی	30
ادھوری خوشیاں	31
گھریلو ٹوٹکے	33
دسترخوان	34
لکھنا کیسے شروع کریں	35
بیوٹی ٹپس	37
شوال کے چھ روز کی فضیلت	38

پیام حیاء ٹیم:

مدیر اعلیٰ: مولانا اسماعیل ریحان صاحب

ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن

معاونات: سیمار ضوان۔ عمارہ فہیم

Published at:
www.Darsequran.com
Editorial Address:
payamehaya@darsequran.com

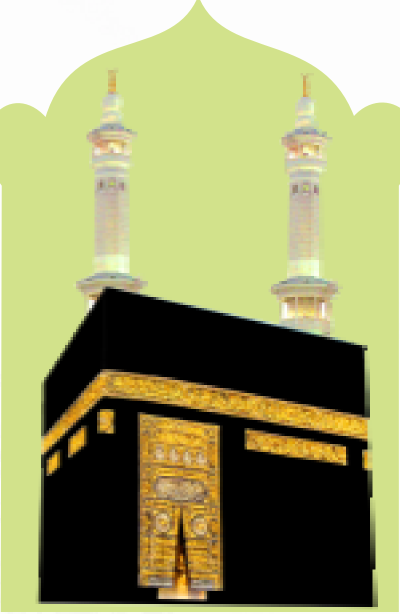

القرآن

اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی (نیکی کرو)، بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اِترانے والے بڑائی کرنے والے شخص کو۔

سورۃ النساء آیت (36)

الحدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’میری امت کو رمضان المبارک سے متعلق پانچ خصوصیتیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو سابقہ امتوں کو نہیں ملیں، من جملہ ان کے ایک یہ ہے کہ رمضان المبارک کی آخری رات میں روزے داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ شبِ قدر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، یہ رات شبِ قدر نہیں بلکہ یہ اس لیے ہے کہ کام کرنے والے کو کام پورا کرنے پر مزدوری دی جاتی ہی۔‘‘ (کشف الاستار)

نعت

ذکر صدر رشک مقال آپ کا ہے
اسم خوشبو کی مثال آپ کا ہے
سات رنگوں کی پھوار اس کی اذان
کتنا خوش رنگ بلال آپ کا ہے
خیر خواہ آپ کے رفعت والے
ہر عدو رُو بہ زوال آپ کا ہے
دل کے طاقوں پہ چراغ آپ کے ہیں
گلؔ کے دامن میں گلال آپ کا ہے
آپ ہو جائیں جوابا میرے
آپ سے ایک سوال آپ کا

فائق تُرابی

حرف اول

عید الفطر - اللہ کا انعام

مولانا محمد اسمعیل ریحان

عید الفطر ایک بار پھر خوشیوں کا پیغام لائی ہے۔ پژمردہ دل کی کلی مسکرائی ہے۔ حالات جیسے بھی ہوں ہمیں عید منانی ہے۔ وقت بدلتا رہتا ہے۔ حالات کا الٹ پھیر چلتا رھتا ہے۔ دنیا خوشیوں اور غموں کا سنگم ہے۔ یہاں کی پریشانی ابدی ہے نا مسرت دائمی۔ کبھی رنج والم دامن گیر ہے اور کبھی شادمانی مع عزت وتوقیر۔ کبھی غلبہ ہے کبھی مغلوبیت۔ کبھی ذلت ونکبت ہے کبھی شان و شوکت۔ اس دنیا میں فتح وشکست، پیش قدمی وپسپائی، سربلندی وسرافگنی، سب کچھ دیکھنے اور برتنے کو ملتا رہتا ہے۔ تلک الایام نداولہا بین الناس (یہ دن ہم لوگوں کے مابین ادلتے بدلتے رہتے ہیں) مانا کہ آج ہم عید اس حالت میں منا رہے ہیں کہ ہمارے اعمال اچھے ہیں نا حالات۔ ہم میں سے کچھ اپنے دور عروج کو یاد کر کے آہیں بھرتے ہیں اور کچھ قعر مذلت سے نکلنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ کچھ کو اپنا راستہ واضح دکھائی دیتا ہے اور کچھ گردش لیل ونہار کے ساتھ حالات کے سدھرنے کی موہوم سی امید کے سہارے جی رہے ہیں۔ قحط، افلاس، بھوک، تنگ دستی، جہالت، امراض، حوادث سماوی اور ہجرت وخانہ بدوشی کے مناظر آج بھی عالم اسلام میں کچھ کم نہیں۔ کشمیر، عراق، فلسطین اور شام میں مسلمانوں پر جو بیت رہی ھے وہ محتاج بیان نہیں۔ یہاں کے المیوں کی ہر سطر خون جگر سے لکھی جائے تب بھی تعبیر کا حق ادا نہیں ھوتا۔ ہمارے اپنے ملک کا جو حال ہے سب کے سامنے ہے۔ خوشحال طبقے کے لیے شاید مصائب اور مسائل گنے چنے ہیں مگر غریب طبقے میں بیٹھ کر دیکھیں جو کبھی متوسط طبقہ کہلاتا تھا، تو اندازہ ھوگا کہ یہاں لوگوں کے مصائب اتنے سخت اور مسائل اتنے زیادہ ھیں کہ خوش قسمتی سے اگر کوئی دیانتدار، عادل وصالح حکومت آجائے تب بھی ان کے دکھوں کا مداوا کرنے کے لیے ایک طویل وقت چاہیے۔ یہ سب کچھ ہے مگر اسکے باوجود، ھم عید کی خوشیاں منائیں گے کہ رب نے اسکا حکم دیا ہے۔ دوسری قوموں کے تہوار خود ساختہ ہیں، انکی رسومات بھی من گھڑت ہیں۔ ان میں اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا جاتا ہے۔ اللہ نے تہوار عید الفطر ہمیں خود عطا کیا ہے اور اسکے رسول ﷺ نے اسکا طریقہ خود سکھلایا ہے۔ برسوں سے اگر یہ تہوار ایسی حالت میں ہم سے ملتا ہے کہ ہم زبوں حال وپامال ہیں تو کیا ہوا۔ راحت کی حالت میں خوش ھونا کون سی بڑی بات ہے۔ مزاتب

ہے کہ پریشانی، مصیبت، تکلیف اور آزمائش کی حالت میں بھی انسان کا حوصلہ برقرار رہے، چاہے اندر سے آدمی ٹوٹ رہا ہو، مگر چہرے کی بشاشت میں فرق نہ آئے۔ خاص کر اس وقت جب کہ خود ہمارا خالق و مالک بھی ہم سے یہی چاہتا ہو۔ اسکی عین منشاء ہے کہ ہم بدترین حالات میں بھی اسکی رحمت سے مایوس نہ ہوں کہ رحمت الٰہیہ سے مایوسی، کفار کی خصلت ہے۔ اسکی رحمت نے ہمیں کبھی مایوس نہیں کیا۔ ہم نے جب بھی سچے دل سے اسے پکارا ہے، اس نے ہماری فریاد سنی ہے۔ ہماری دست گیری فرمائی ہے۔ انفرادی حوادث ہوں یا اجتماعی، اسکی رحمت ہر بحران کو دور کر سکتی ہے۔ اسکی نصرت بڑی سے بڑی مخالف طاقت کو ملیامیٹ کر سکتی ہے۔ ہاں وہ خالق حقیقی یہ ضرور چاہتا ہے کہ بندوں کی کچھ آزمائش ہوتی ہے۔ انکے ایمان کی کمزوری یا پختگی ظاہر ھوتی رہے۔ رحمان اور شیطان کے بندوں میں تمیز باقی رہے۔

نہیں، تمام سہارے ٹوٹ جائیں، تمام مددگار منہ موڑ لیں، تمام وسائل چھوٹ جائیں اور ڈوبتے کو تنکا بھی میسر نہ رہے تب اسکی ذات ایک اشارہ کن فیکوں سے ہمارے حالات بدلنے پر قادر ہے۔ پس ہم کیوں بے ہمت ہوں۔ اسکی ذات سے مایوس کیوں ہوں جبکہ اسکی رحمت پکار، پکار کر کہہ رہی ہے

(تم کم ہمت مت بنو، اور غم نہ کرو تم ہی غالب ہوگے اگر تم اہل ایمان ہو)۔

رمضان میں روزوں کے ذریعے ہمیں ضبط نفس کی مشق کرائی جاتی ہے۔ نفس کی پیروی تمام ناکامیوں کی جڑ ہے۔ نفس پر قابو پانے کا ملکہ تمام کامیابیوں کی کلید ہے۔ یہ صفت ہمیں زندگی کے ہر قدم پر کام آتی ہے۔ اسکے ذریعے ہم کردار مرد مومن اپنا سکتے ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب ہم ضبط نفس کی مشق کرتے ہوئے ماہ رمضان میں دن بھر اللہ کی حلال نعمتوں سے بچتے رہتے ہیں کہ کہیں ہمارا خالق ہم سے ناراض نا ہو جائے تو پھر سارا سال اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ ہم خود گناہوں کی زندگی اپنائے رکھنے کا تہیہ نہ کریں اور معاصی پر اصرار کی غلطی نہ دھرانے لگیں۔ اسی طرح تراویح میں روزانہ قرآن مجید سننے اور انفرادی طور پر اسکی تلاوت کی پابندی کرنے سے دل مین ایمانی حلاوت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کی ذات سے انس اور لگاؤ نصیب ہوتا ہے۔ قلب پر پڑے شیطانی و نفسانی پردے دور ہوتے ہیں۔ سحر و افطار کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ان لمحات میں اللہ کے سامنے دست بدعا ہونا، بندے اور خالق میں تعلق کو مضبوط کرتا ہے۔ اللہ کی قدرت پر یقین بڑھتا ہے، اپنی عاجزی اور مسکنت اور اسکی ذات کی عظمت و ہیبت دل میں جاگزیں ہوتی جاتی ہے۔ غرض ان سب اعمال کے ذریعے رب سے لو لگانے، اللہ کی رحمتوں سے مالا مال ہونے، اپنے گناہ بخشوانے اور جہنم سے خلاصی کا سامان ہوتا ہے، اور ان مراحل سے گزر

کر رمضان کے اختتام پر اللہ کی رحمت ناپید کنار ہمیں عید کا دن بخش دیتی ہے، اور ہمیں فرحت و خوشی کے اظہار کا حکم دیتی ہے، اس دن مسلمان عید گاہوں میں سر بسجود ہو کر اس کی رحمت و مغفرت، عنایات و احسانات سے دامن بھر کر لوٹتے ہیں ایسے میں ہر مسلمان زبان حال سے کہتا ہے۔

مصائب میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے ناکامیوں پر اشک بہانا نہیں آتا

کچھ یوں میری عید ہو

اس بار ہم نوا کچھ یوں میری عید ہو
جہنم سے برأت کی مجھے نوید ہو
شبِ عید مجھے بخش دے میرا رب
اور کہے تو چل جنت کی راہوں پہ اب
دل میرا قربِ اللہ سے ہو روشن و منور
ہر پل اس کی یاد ہر لمحہ اس کا تصور
ہر گھڑی میرے لب پہ ہو اس کا ترانہ
جان دوں میں اس کی راہ میں مثلِ پروانہ
دین پہ اس کے میری زندگی بسر ہو
لب پہ ہو نام اس کا جو حیات کی سحر ہو

سین تاج

عید کی سنتیں

عید کے دِن کی تیرہ سنتیں ہیں:

(۱) شریعت کے مطابق اپنی ارائش کرنا

(۲) غسل کرنا

(۳) مسواک کرنا

(٤) جو بہتر کپڑے اپنے پاس موجود ہوں وہ پہنا

(٥) خوشبو لگانا

(٦) صبح سویرے اُٹھنا

(۷) عیدگاہ میں سویرے پہنچنا

(۸) عیدالفطر میں صبح صادق کے بعد عیدگاہ میں جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا

(۹) عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر اَدا کرنا

(۱۰) عید کی نماز (مسجد کی بجائے) عیدگاہ یا کھلے میدان میں پڑھنا

(۱۱) ایک راستہ سے عیدگاہ میں جانا اَور دُوسرے راستہ سے واپس آنا

(۱۲) عیدالفطر کے دِن عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

آہستہ آہستہ کہتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جانا اَور عیدالاضحیٰ کے دِن بلند آواز سے کہتے ہوئے جانا

(۱۳) سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ میں جانا اگر عیدگاہ زیادہ دُور ہو یا کمزوری کے باعث عذر ہو تو سواری میں مضائقہ نہیں۔ (مراقی الفلاح ص ۳۱۸)

نرالی عیدی

اُمِّ نُسیبہ

وہ منجمد وجود کے ساتھ موبائل کی اسکرین کو تک رہی تھی۔
اسے اپنے وجود میں دھماکے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔
اندر جو طوفان برپا تھا وہ اشکوں کی صورت سیلاب بن کر آنکھوں کے راستے بہہ پڑا۔ پیغامات پڑھتے ہوئے دھڑکن ایسی تیز ہو رہی تھی کہ گویا اس کا پورا وجود ہی دل بن گیا ہو۔
اس نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور خاموشی سے موبائل جوں کا توں اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔
ابھی کچھ دیر پہلے وہ کتنی خوش تھی۔ عید میں چند روز ہی باقی تھے اور آج عید کی ساری تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ وہ کتنے شوق سے عدیل کو بچوں کے کپڑے، جوتے، گھڑیاں اور تمام چھوٹی چھوٹی چیزیں دکھا رہی تھی اور عدیل غائب دماغی سے ہر چیز دیکھ رہا تھا۔
"عدیل یہ دیکھیں بریرہ اور خولہ کے ہیئر بینڈز کتنے پیارے ہیں نا؟ اور یہ حاشر کی گھڑی دیکھیں، شکر ہے نیلے رنگ کی مل گئی تھی۔ کیونکہ اس نے تو کہا ہوا تھا کہ ماما مجھے تو اپنے کپڑوں سے میچنگ کی بلیو واچ ہی چاہیے۔"
اس نے ساری شاپنگ عدیل کو دکھاتے ہوئے پوچھا تھا۔
عدیل کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر اس نے عدیل کی طرف دیکھا اور موبائل اسکرین پر اس کی تیزی سے حرکت کرتی انگلیوں کو دیکھ کر کوفت کا شکار ہو گئی تھی۔
"سنیے!! میں آپ سے مخاطب ہوں۔"
اس نے ناراضی سے عدیل کی طرف دیکھا۔
"ہمم! کیا کہہ رہی ہو؟"
عدیل نے بمشکل موبائل سے نظریں ہٹاتے ہوئے استفسار کیا۔
"کچھ نہیں، بس میرا دماغ خراب ہو گیا ہے ذرا"۔
حفصہ نے جل کر کہا اور چیزیں سمیٹنے لگی۔
عدیل اسے نظرانداز کرتے ہوئے دوبارہ موبائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔
"اور اپنے لیے کیا خریدا تم نے؟"
عدیل نے نظریں موبائل پر ہی جمائے سرسری سا پوچھا۔
"کچھ نہیں۔۔ میرا تو ابھی پچھلی عید کا سوٹ بھی نیا رکھا ہوا۔ مجھے کون سا کہیں جانا ہوتا ہے۔"
حفصہ بولی تو عدیل نے "ہمم" کہتے ہوئے گویا بات ختم کر دی۔

یہ صرف آج کی بات نہ تھی حفصہ کئی دنوں سے عدیل کی گھر اور بچوں میں عدم دلچسپی کو محسوس کر رہی تھی۔ پہلے پہل تو اس نے اپنا وہم سمجھا مگر عدیل کے بدلے رویّے نے اسے عجیب سی پریشانی میں مبتلا کر دیا۔ وہ پہلے سے یکسر مختلف ہو گیا تھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی ضروریات کا خیال رکھنا، محبت کا اظہار کرنا، وہ گھر کی ذمہ داریوں کے باعث تلخ ہو جاتی پھر بھی عدیل کی طرف سے محبت میں کمی نہ ہونا، وہ خاموش ہو جاتی یا روٹھ جاتی تو منانا۔ کچھ بھی تو نہ رہا تھا۔

پچھلے ماہ سے بس وہ تھا اور اس کا موبائل۔ دفتر سے گھر آ کر ارد گرد سے بالکل غافل ہو جاتا کبھی اسکرین کو دیکھ کر مسکرانے لگتا تو کبھی کال آنے پر گھر سے باہر چلا جاتا۔

رمضان میں بھی افطار و تراویح سے فراغت کے بعد یہی مشغلہ اس کے پاس ہوتا۔ حفصہ نے شروع میں تو محسوس نہ کیا مگر اب عدیل کا مسلسل موبائل میں مصروف رہنا اسے کَھلنے لگا اور وہ اس بارے میں تشویش کا شکار ہو گئی۔ کچھ دیر پہلے عدیل نمازِ عصر کی تیاری کی غرض سے کمرے سے نکلا ہی تھا کہ میز پر رکھے اس کے موبائل میں میسج کی بیپ بج اُٹھی، میسج پڑھتے ہی حفصہ کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ لگے ہاتھوں اس نے میسج ہسٹری جو کھولی تو پتا لگا کہ میسجز کسی محترمہ کی طرف سے آ رہے ہیں اور ہر ہر میسج کا جواب عدیل نے بڑی دل لگی و دلجمعی سے دیا ہوا تھا۔ اور آج بہر حال اسے پریشانی کا سرا کیا ہاتھ لگا اس کے تو ہاتھوں کے طوطے ہی اُڑ گئے۔ وہ منجمد وجود کے ساتھ موبائل کی اسکرین کو تک رہی تھی۔ اسے اپنے وجود میں دھماکے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اندر جو طوفان برپا تھا وہ اشکوں کی صورت سیلاب بن کر آنکھوں کے راستے بہہ پڑا۔ پیغامات پڑھتے ہوئے دھڑکن ایسی تیز ہو رہی تھی کہ گویا اس کا پورا وجود ہی دل بن گیا ہو۔ اس نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور خاموشی سے موبائل جوں کا توں اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

"عدیل ایسے تو نہ تھے۔ آخر کیا وجہ ہوئی کہ۔"

اس سے زیادہ اس سے سوچا ہی نہ گیا۔ شدتِ غم و غصہ سے اس کا دماغ سُن ہونے لگا۔ وہ اُٹھی اور امی کے گھر جانے کے بارے میں سوچنے لگی۔

"کیا ملا مجھے ان دس سالوں میں اپنی قربانیوں اور وفاداریوں کا صلہ؟ سراسر اذیت اور بے وفائی۔!"

اس نے ناگواری سے سوچا اور بیگ میں اپنے کپڑے رکھنے لگی کہ یکایک اپنے امی ابو کے چہرے اس کی دماغ کی اسکرین پر جگمگانے لگے۔

"کیا اس بڑھاپے میں، میں انہیں یہ دکھ دوں؟؟ ان کے مسکراتے اور مطمئن چہروں پر غم کی پرچھائیوں کا سبب بنوں؟ اور میکے میں جو بھرم قائم ہے وہ چکنا چور کر دوں؟ میری بھابیاں، دوستیں اور کزنیں جو میری زندگی کو رشک سے دیکھتی ہیں کیا ان کے لیے قابل ترس اور قابل رحم بن جاؤں؟"

حفصہ نے لمحے بھر میں سوچا۔

حفصہ نے لمحے بھر میں سوچا۔
"مگر عدیل نے بھی تو میرے ساتھ اچھا نہیں کیا نا۔"
اس نے تلخی سے سوچا۔
"مگر میں عدیل کے لیے کیوں راہ ہموار کروں؟ کیا اپنا ہنستا بستا گھر تباہ ہونے دوں؟" "نہیں نہیں۔ عدیل نے اگر گمراہی کا رستہ چن لیا ہے تو کیا میں انہیں تنہا چھوڑ دوں۔ جبکہ ہم نے تو جنت تک کی ہمراہی کا وعدہ کیا تھا۔"
حفصہ نے لمحوں میں فیصلہ کیا اور کپڑے واپس الماری میں رکھ دیئے۔ ہاں اس نے محض جذباتیت کے بجائے مصلحت کی راہ کا انتخاب کیا تھا تاکہ اپنی جنت کو بچا سکے۔ اسے عدیل پر بے انتہا غصہ آیا ہوا تھا مگر پھر بھی اس نے باریک بینی سے اپنی زندگی کا جائزہ لیا، کہاں کہاں بہتری کی گنجائش تھی اور کہاں اس سے کوتاہی ہوئی تھی۔ پھر ایک دم کسی نتیجے پر پہنچ کر وہ مطمئن ہو گئی اور وضو کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہو گئی۔ رمضان المبارک کی مبارک ساعتیں اور اس کا ٹوٹا ہوا دل۔ اس کا دل بھر آیا اور وہ اپنے رب سے راز و نیاز میں مشغول ہو گئی۔
حفصہ نے عدیل کو اس بات کی بھنک بھی نہ پڑنے دی کہ اسے یہ راز معلوم ہو گیا ہے بلکہ خود کو یکسر بدل ڈالا۔ اب عدیل کے دفتر سے گھر آنے پر وہ نک سک سے عدیل کی پسند کے مطابق تیار ہوتی اور گھر کے کاموں سے فارغ ہو جاتی۔ اسے احساس ہوا کہ زندگی کے جھمیلوں میں اس نے اپنی ذات کو یکسر فراموش ہی کر دیا تھا اور اس کی یہی عادت عدیل کو ناپسند تھی۔ اب اس خوشگوار بدلاؤ کو عدیل نے بھی نہ صرف محسوس کیا بلکہ پسندیدگی کا بھی اظہار کیا۔ حفصہ کی توجہ ملتے ہی وہ موبائل کو کم وقت دینے لگا، حفصہ کو اس کی جنت واپس مل رہی تھی اسے اور کیا چاہیے تھا۔ پچھلے کتنے ہی سالوں سے عدیل کا حفصہ سے یہ اصرار تھا کہ وہ عید پر اس کی پسند کا اچھا سا جوڑا لے مگر ہر بار حفصہ اسے یہ کہہ کر ٹال دیتی کہ عید کے موقع پر ویسے ہی کافی خرچہ ہو جاتا ہے لہٰذا میں فلاں موقع پر بنایا گیا سوٹ پہن لوں گی۔ خلافِ معمول اس عید پر حفصہ نے خوبصورت سا جوڑا اپنے لیے بھی خریدا۔
عید کا دن آن پہنچا۔ اس دوران حفصہ اندرونی طور پر جتنا بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہی مگر اس نے عدیل کے سامنے ضبط کے بند باندھے رکھے اور اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اسے بس اپنا عدیل واپس چاہیے تھا ہر قیمت پر۔ جو اسے واپس مل رہا تھا۔ عید کی نماز پڑھ کر عدیل گھر لوٹا تو حفصہ کو دیکھ کر حیران ہی رہ گیا کہاں ہر سال عید کے دن کاموں کے بوجھ سے نڈھال ہوتی حفصہ اور کہاں یہ قیامت ڈھاتی حفصہ۔ حفصہ نے اسے سلام کیا تو اس نے مسکراتے ہوئے اسے عیدی کے ساتھ عید کی مبارکباد دی۔
"اس عید پر ایک اور عیدی بھی ہے تمہارے لیے۔"
عدیل نے پر اسرار انداز میں کہا
اور اپنی جیب سے اپنا استعمال شدہ پرانا موبائل نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

"یہ کیا۔۔؟"

حفصہ نے حیرانی سے پوچھا۔"میرے خیال میں اس کھیل کو ختم ہو جانا چاہیے کیونکہ میں اس محترمہ کو چھپا چھپا کر تھک گیا ہوں"

عدیل معنی خیز انداز میں بولا۔

حفصہ نے حیرانی سے موبائل کو دیکھا اور نا سمجھی کے عالم میں عدیل سے استفسار کیا۔عدیل نے شرارت سے موبائل کی طرف اشارہ کیا۔اب حفصہ نے موبائل جو چیک کیا تو ساری حقیقت اُس پر آشکار ہو گئی۔

"مم۔۔۔مطلب کہ۔۔آآآپ خود ہی ی ی۔۔۔۔"

مارے حیرت کے اس سے جملہ بھی مکمل نہ ہو سکا۔

"جی ی ی۔۔اور اس دن میں جان بوجھ کر اپنا موبائل آپ کے پاس رکھ کر دوسرے کمرے میں اس موبائل سے میسج کرنے گیا تھا۔"

عدیل نے ساری گتھی ہی سلجھا دی۔

"تمھیں کیا لگا کہ یہ تمھارا بے دام غلام تمھارے علاوہ کسی اور کا بھی ہو سکتا ہے؟"

عدیل نے مخمور لہجے میں کہا۔

"عدیل آپ بہت برے ہیں۔"

حفصہ فرطِ مسرت سے رو دی۔

"اور آپ بہت اچھی اور عقلمند ہیں۔"

عدیل نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا اور معصوم سی صورت بنا کر اپنے کان پکڑ لیے تو وہ بے اختیار مسکرا دی اور اسے لگا کہ کائنات کی ہر شے ان دونوں کے ساتھ مسکرا رہی ہے۔

جگت ماں کے لیے، محبت کے ساتھ!

اس سارے شور میں،
سارے غل میں
ایک چھوٹی سی آواز.
بڑی اماں کے لیے محبت
کے ساتھ. کچھ ان کاموں کا تذکرہ جو واقعی کرنے کے
ہیں. ریسپیکٹ

مجھے کراچی، پاکستان میں واقع اٹھائیس سال پہلے
ایدھی یتیم خانے
بچوں کی میں
گاڑی میں لاوارث
ڑ دیا گیا تھا۔
مجھے وہاں پایا، آپ نے
آپ نے میرا نام اپنی
والدہ رابعہ بانو کے نام پر رکھا، آپ
نے میری شناخت بنائی، پھر آپ نے مجھے گھر دیا۔ آپ کی
وجہ سے آج... میں کوئی ہوں، کچھ ہوں، میری ایک
پہچان ہے، اور میرے پاس پیار کرنے والے والدین
ہیں۔

آپ نے خواتین کے حقوق کے لیے جدوجہد کی، آپ
ایک سرگرم کارکن، انسان دوست، نیک مقصد کے لیے
باغی تھیں۔ آپ نے مجھے عورت کی طاقت سکھائی، ہمیشہ
خود کا غیر متزلزل احساس رکھنا اور غیر معمولی طور پر
محنت کش ہونا سکھایا۔
آپ کی وجہ سے پیدائش کے وقت یتیم ایک ننھی پاکستانی
بچی نے خواب دیکھنے کی
ہمت کی۔ آپ کی وجہ
سے میں گریجویٹ سطح
کی تعلیم کے ساتھ ایک
آزاد اور خود مختار عورت ہوں اور دنیا میں ایک ایسا مقام
ہوں جسے میں اپنا کہہ سکوں۔ آپ نے مجھے موقع دیا۔
آپ نے مجھے خواب دیکھنے کا موقع دیا، اور آپ نے
مجھے آزادی سے نوازا۔
دنیا کے لیے آپ بلقیس ایدھی تھیں،
لیکن میرے لیے آپ بڑی اماں
تھیں۔
آپ کی بدولت میرے دو پیار کرنے والے
والدین ہیں جنہوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ
میرے پاس وہ سب کچھ ہے جو ایک چھوٹی لڑکی کبھی بھی
مانگ سکتی تھی۔ میں ایک شاندار ہائی اسکول گئی، پورے
کالج میں اسکالرشپ حاصل کی، نیو یارک سٹیٹ اسمبلی،
برونکس ڈسٹرکٹ اٹارنی آفس، یو ایس کانگریس، یو ایس
سینیٹ میں انٹرن شپ کی اور سائبر سیکیورٹی اور ڈیٹا
پرائیویسی لاء میں ماسٹرز کرنے کے لیے لاء اسکول گئی اور
دنیا کی ایک بڑی ملٹی نیشنل نائیکی میں اعلیٰ عہدے پر کام
کر رہی ہوں۔ اور یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ممکن ہوا۔
آپ میں سے ان لوگوں کے لیے جو پہلی بار بلقیس ایدھی
کے بارے میں پڑھ رہے ہیں... میں چاہتی ہوں کہ آپ
جانیں کہ وہ میرے لیے اور پورے پاکستان کے لیے

ایک ہیرو تھیں، وہ میرے جیسے بہت سارے یتیموں اور لاوارثوں کی ماں اور انسانیت BilquisEdhi کون تھیں۔ کے لیے پاور ہاؤس تھیں۔ میرے لیے بڑے ابو (#عبدالستار ایدھی) کو کھونا مشکل تھا، لیکن آپ کی وفات نے مجھے آج پھر سے یتیم ہونے کا احساس دلایا ہے اور میرے زخم پھر سے ہرے کر دیے ہیں۔

میرا نام رابعہ بی بی عثمان ہے، اور مجھے ہمیشہ ایدھی بچہ ہونے پر فخر رہے گا۔

رابعہ بی بی عثمان، سینئر کمپلائنس آفیسر، نائیکی

ترجمہ: عارف انیس

زندگی

زندگی کے اندر اک زندگی ہوا کرتی ہے
خدا سے ملنے کی جو جستجو کیا کرتی ہے
سچ کی راہوں پہ چلنا بڑا ہی کٹھن ہے
تو کیا جانے سچ کی کیا قیمت ہوا کرتی ہے
قدرت کے نظاروں میں اک نیا راز چھپا ہے
تلاش جس کو ہر دیدۂ دل کیا کرتی ہے
اس جہاں سے پرے اک اور جہاں ہے
شہادت جس کی ہر آیتِ قرآں دیا کرتی ہے
مقصدِ حیات پا کر رخصتِ دنیا ہونا ہے
ورنہ دعاؤں میں یاد کہاں دنیا کیا کرتی ہے

حافظہ انیزہ اعظم چک نمبر 22 ایم بی (خوشاب)

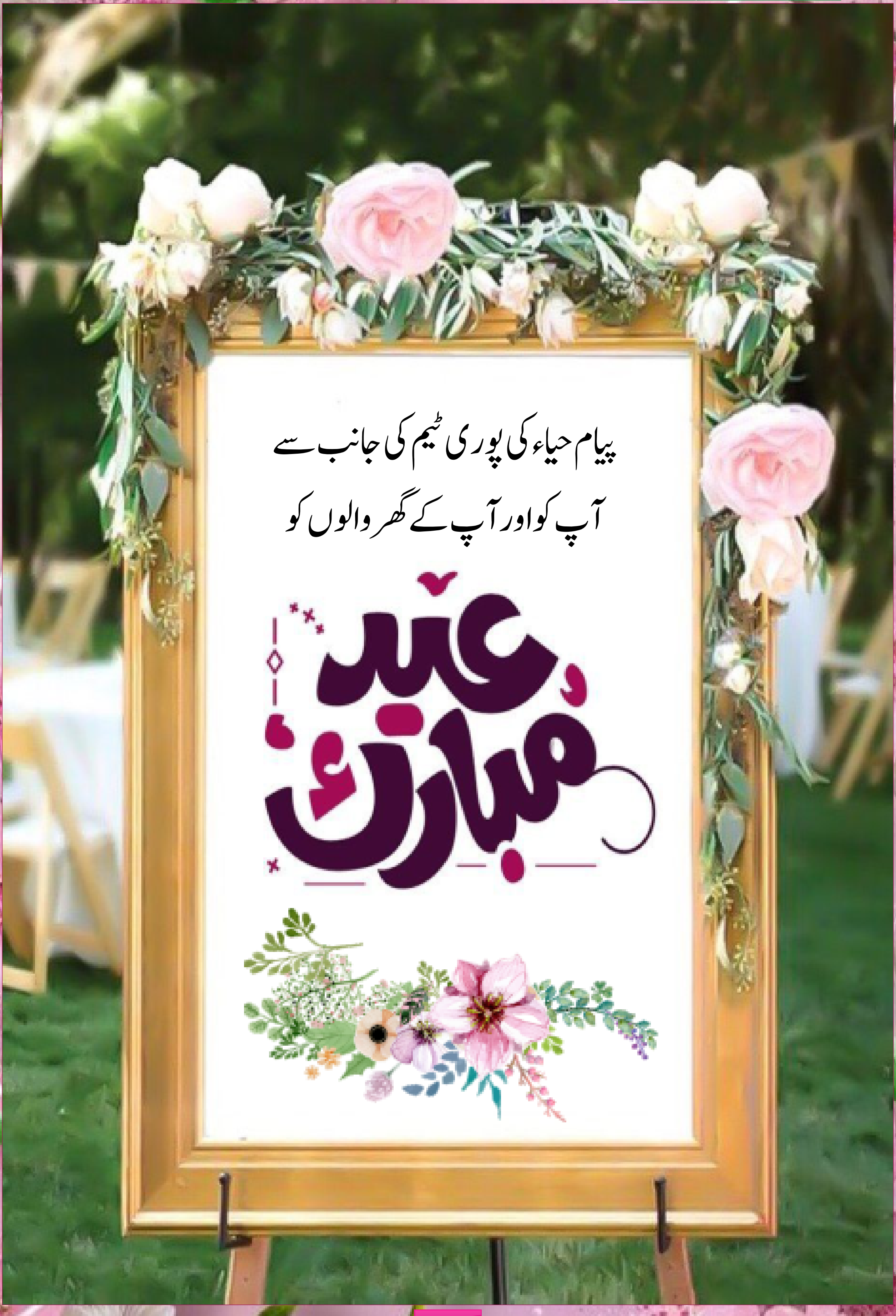
پیام حیاء کی پوری ٹیم کی جانب سے
آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو
عید مبارک

عید کے دن روزے داروں کے لیے اللہ کا انعام

ارشادات مفتی اعظم پاکستان مفتی تقی عثمانی صاحب

مرتب کردہ: اخت عبدالرحمن

ولتکبر اللہ علی ما ھدٰکم اس لیے میں نے یہ دن دیا کہ تم گنتی پوری کر لو، اور اللہ کی بڑائی بیان کرو، تکبیر کہو۔

جس طرح تمھیں اللہ نے ہدایت دی ہے، ولعلکم تشکرون تاکہ تم شکر گزار بندے بنو۔ تکبیر کہو کیا مطلب ؟

اس سے اشارہ ہے نماز عید کی طرف، عید کی نماز میں آپ نے دیکھا ہے کہ تکبیریں عام نمازوں سے زیادہ ہوتی ہیں، چھ تکبیریں زیادہ ہیں، اللہ اکبر یہ بار بار کہا جارہا ہے اللہ رب العزت کی بار بار بڑائی بیان کی جارہی ہے اور عید کا خطبہ بھی جب امام دیتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے کہ خطبہ کے بیچ بیچ میں تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہ تکبیر ہو رہی ہے۔

جب بندے میدان عید میں عید کے دن جمع ہوتے ہیں تو اس کا منظر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث مبارکہ میں بیان کیا ہے کہ باری تعالیٰ فرشتوں سے خطاب فرماتے ہیں:

اتنا بڑا مجمع مسلمانوں کا عید گاہ میں جمع ہے تو اللہ تبارک اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں:

اے میرے فرشتو!

دیکھو یہ میرے بندے ہیں، یہ بتاؤ اس مزدور کی مزدوری کیا ہونی چاہیے جس نے اپنا کام پورا کر لیا، تو فرشتے کہتے ہیں:

یا اللہ پاک! جو مزدور اپنی محنت پوری کر لے تو اس کو اس کی اجرت پوری ملنی چاہیے

تو باری تعالیٰ فرما رہے ہیں:

کہ دیکھو یہ میرے بندے ہیں، جن کے اوپر میں نے ایک فریضہ عائد کیا تھا جو مہینہ رمضان میں روزے رکھے ہیں، تو اس فریضے کو انھوں نے پورا کر لیا اور آج اس میدان عید کے اندر جمع ہوئے ہیں، مجھ سے دعائیں کرنے کے لیے، مجھ سے مانگنے کے لیے، تو باری تعالیٰ اپنی عزت و جلال کی قسم

کھا کر فرماتے ہیں: میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں، میں اپنے کرم کی قسم کھا کر کہتا ہوں، میں اپنے عظیم بلند مقام کی قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ آج میں ان سب کی دعائیں قبول کروں گا، اور میں ان کی برائیوں کو بھی اچھائیوں میں بدل دوں گا۔ اس کے دو معنی ہیں:

ایک یہ کہ یہ بیچارے کمزور و ضعیف ہیں، اس واسطہ عبادتوں کا حق ادا نہیں کر پائے، جیسی کرنی چاہیے تھی ویسی نہیں کر پائے تو یہ بیچارے بیٹھے ہوئے ہیں اس خیال سے کہ ہم سے حق ادا نہ ہوا، اور انھوں نے جو عبادتیں کیں اس کے اندر بھی برائیاں داخل ہو گئی تھیں، دل دماغ بھٹکا ہوا تھا، نماز کی نیت تو باندھی ہوئی ہے مگر دل کہیں اور دماغ کہیں ہے یہ سب سیئات ہیں ان کی، برائیاں ہیں ان کی، تو آج میں ان برائیوں کو بھی اچھائیوں سے بدل دوں گا، کیونکہ میرے کہنے کے مطابق گنتی پوری کر لی۔

بس اب میں ان کے اوپر اپنی رحمت کا معاملہ کروں گا اور فرمایا: تو یہ سب جب اس اعلان کے بعد عید گاہ سے واپس جاتے ہیں سب کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

تو اندازہ کرو!

کیا زبردست انعام دیا جا رہا ہے، لیلۃ الجائزہ کا انعام جائزے کے دن کا۔

جب اللہ تعالٰی کی رحمت پر نظر کرو تو عید کے عید کی نماز پڑھنے بعد جنھوں نے روزے رکھے، اپنے کوشش کے مطابق اپنے بل پر جیسے تیسے عبادتیں کر لیں، تو ان شاء اللہ جب عید گاہ سے نکلو گے تو مغفور ہو کر نکلو گے، یعنی مغفرت ہو چکی، بخشے بخشائے ہو چکے۔

اب بخشے کا کیا معنی؟

یعنی تمھارے نامہ اعمال پر کوئی داغ نہیں رہا، صاف ستھرے ہو گئے، جیسے آج دھل دھلا کر آئے ہو۔ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے عام طور پر ہاں اللہ کا کرم ہے جسے بھی معاف کر دے۔ بڑے گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے، اور چھوٹے چھوٹے گناہ اللہ رب العزت یوں معاف فرماتے رہتے ہیں۔

وضو کر لیا، مسجد کی طرف چلے گئے، نماز پڑھ لی معاف ہو گئے۔ اس طرح اللہ رب العزت فرماتے رہتے ہیں، اور بڑے بڑے گناہ کے لیے توبہ کی ضرورت ہوتی ہے، تو ایک مسلمان کا تو ظاہر حال یہی ہے کہ جب سارا رمضان گزارا ہے روزے دار بن کر تراویح پڑھ کر تو توبہ بھی ضرور کی ہو گی تو اس توبہ کو قبول فرما کر عید کے دن اعلان فرما دیتے ہیں کہ جاؤ تمھاری برائیوں کو بھی اچھائیوں سے بدل دیا، اور جاؤ تمھاری مغفرت کر دی، اب تم بخشے بخشائے ہو گئے، صاحب ستھرے ہو کر، اچھے اچھے کپڑے پہن کر گئے وہاں عید گاہ میں پہنچ کر، ہم تمھارے باطن کو صاف کر دیتے ہیں، تمھادی اندرونی کیفیات کو بھی پاک کر دیتے ہیں۔

لیلۃ الجائزہ

عمارہ فہیم

دروازے کی گھنٹی بج رہی تھی، گھر کے ایک کمرے میں موجود دس سالہ حوریہ اور اس کی امی حوریہ کے بابا کے ساتھ بازار جانے کی جلدی میں تھیں، کہ کس چیز کی چوڑی لینی ہے، کس کا دوپٹہ اور میچنگ کس کی سینڈل۔ اسی افرا تفری میں بجتی ہوئی گھنٹی کی طرف کوئی متوجہ نہ ہوا۔

"حور! او حور! دیکھ ذرا دروازے پر کون ہے گھنٹی بج رہی ہے۔" دادی کی آواز سنتے ہی حوریہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکی۔ دروازہ کھولتے ہی حوریہ کے منہ سے فوراً نکلا۔ "مما! ماموں مامی آئے ہیں۔"

بازار کے لیے سامان دیکھتی ہوئی فاطمہ کا ہاتھ ایک دم سے رکا، اور وہ جلدی سے باہر آئی۔

"بھائی! آپ اس وقت؟" کمرے سے نکلتے ہی فاطمہ کے منہ سے بے اختیار نکلے جملوں نے سب کو اسے گھورنے پر مجبور کر دیا۔ "اوہ سوری بھائی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!" "ہاں بھئی! اس وقت ہم نے سوچا ہماری بہن نے ماشاءاللہ اعتکاف کیا ہے، تو ہم اسے کل کی جگہ آج ہی مبارکباد دینے چلے آئیں، اس لیے روزہ کھولتے ہی ہم نکل پڑے۔"

" خرم بھائی نے بہن کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے مبارکباد پیش کی۔ فاطمہ نے مبارکباد وصول کرتے ہی بھابھی کو ساس کے ساتھ اپنے کمرے میں بٹھایا اور خود جلدی جلدی کچھ کھانے پینے کا انتظام کرنے لگی۔

ایک طرف بھائی کو چائے سرو کیا اور دوسری طرف بھابھی کو سرو کرتے ہوئے وہیں بیٹھ گئی خیر خیریت لیتے ہوئے بار بار گھڑی دیکھتی رہی۔

"کیا بات ہے فاطمہ! تم کچھ پریشان لگ رہی ہوں، گھڑی پر نظر ڈالتی۔" بھابھی جو فاطمہ کے چہرے کے اترتے چڑھتے رنگ اور جلد بازی کو محسوس کر رہی تھیں، فوراً پوچھنے لگیں۔

"نہیں نہیں! کوئی مسئلہ نہیں! میں تو بس ویسے ہی ٹائم دیکھ رہی تھی۔" "اچھا! مجھے تو لگا جیسے تمھیں کسی کام کی جلدی ہے۔" مریم بھابھی نے فاطمہ کی جلد بازی اور کمرے میں پھیلے شوپرز سے کچھ اخذ کیا۔

"ارے بھابھی! بس بازار سے کچھ میچنگ کی چیزیں لینی تھیں وہی لینے جا رہی تھی، آپ کو تو معلوم ہے کہ اس وقت بازار میں کیسا رش ہو رہا ہوگا، ابھی جاؤں گی تو صبح ہی ہو جائے گی اور پھر بھی چیزیں صحیح نہیں ملیں گی، بس اسی لیے پریشان ہو رہی ہوں۔" فاطمہ نے بالآخر اپنی پریشانی کی وجہ بتا دی۔

"اوہ اچھا! کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بھابھی گویا ہوئیں۔ "فاطمہ برا نہ مانو تو ایک بات کہوں۔" مریم بھابھی نے نرمی سے اجازت طلب کی، ظاہر ہے نند بھاوج کے رشتے کو ہر کوئی ٹیڑھی نگاہ سے ہی دیکھتا ہے،

اس لیے ان نازک رشتوں کو بڑے احتیاط سے نبھاتے ہوئے مضبوط بنانا پڑتا ہے۔

”جی بھابھی! کہیں یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے، مگر جلدی کہیے گا پلیز۔“ فاطمہ نے گہرا سانس لے کر رشتے نزاکت کو خود بھی سمجھتے ہوئے اجازت دی ساتھ اپنی دلی خواہش بھی ظاہر کر دی جس پر بھابھی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (روزے کی فضیلت وقدر و منزلت کے بارے میں): کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔

مریم اتنا کہہ کر خاموش ہوئی اور فاطمہ کو دیکھا جس کے چہرے پر سوالیہ نشان تھا۔ ”بھابھی! یار! ویسے ہی بازار کی دیر ہو رہی ہے اور آپ آج مجھے درس دینے لگ گئی ہیں۔“ فاطمہ نے بیزاریت سے کہا۔

”اوہ ہاں! تمھیں بازار جانا تھا، مگر کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم آج نہ جاؤ؟“ ”یہ کیا کہہ رہی ہیں بھابھی! آپ کو بتایا تو ہے کتنے کام پڑے ہیں، اور

خود تو آپ شاپنگ کرتی ہوئی آ رہی ہیں مجھے منع کر رہی ہیں یہ اور کیا بات ہوئی بھلا؟“ فاطمہ نے گردن کو نفی کے انداز میں ہلایا اس چہرے کے زاویے بھی ٹیڑھے میڑھے بنائے۔ اور دوسری طرف مریم فاطمہ کی بات پر مسکرائی کر کہنے لگی آج لیلۃ الجائزہ میں سب کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ روزے دار کو اجرت ملتی ہے۔

اندازہ لگاؤ! کیا زبردست انعام دیا جا رہا ہے، کہ عید کی نماز کے بعد ان شاءاللہ مغفرت ہو چکی ہو گی، بخشے بخشائے ہو چکے۔ فاطمہ! تمھیں میری باتیں عجیب لگ رہی ہوں گی، مگر خود بتاؤ! تم نے ماشاءاللہ روزے رکھے، اعتکاف کیا اللہ کی مہمان بنیں! اور اب جب تمھیں اللہ نوازنے کے لیے خزانوں کے دروازے کھول رہے ہیں مریم نے نرم لہجے میں فاطمہ کو سمجھانے کی کوشش کی، اتنے میں بھائی جان کی آواز سنائی دی۔

”چلیں بھئی دیر ہو رہی ہے، آپ اپنی نند کے لیے تحفے لائیں تھیں وہ اس کے حوالے تو کر دیں۔“ کہتے ساتھ ہی ساتھ لائے ہوئے شاپنگ بیگ مریم کے حوالے کیے جس میں وہ ساری چیزیں تھی جسکے لیے وہ بازار جانے کی تیاری کر رہی تھی۔

مریم نے محبت سے فاطمہ کو دیتے ہوئے مسکرا کر کہا اللہ ربّ العزت نے میرے دل اپنی آپکی پسند کے کے تحفہ کا خیال ڈالا اور میں لے آئی۔“

جس پر فاطمہ نے نم آنکھوں سے پہلے اللہ سے معافی مانگی اور رب کا شکر ادا کرتے ہوئے بھائی بھابھی کا بھی شکریہ ادا کیا جنھوں نے اسے گھر بیٹھے شاپنگ کرا دیں اور اس کی قیمتی رات کی نیکیاں ضائع کرنے سے بچا لی۔

اے اقصیٰ

اے اقصیٰ تجھ پر میں جان لٹاؤں
میں بے بس ہوں پر میرا یہ ایمان بنا ہے----!
قدم لگے ہیں تجھ پر روح دل فدا ہو جن پر
وہ ذات ﷺ جنکی خاطر یہ جہان بنا ہے----!
دل اب بھی ہے میرا اس شان سے زندہ
اُس صِحن میں جاوں جہاں میدان بنا ہے----!
تاراج کیا جس نے تیرے بچوں کو رُلایا
اُنہیں چھین کر دکھاوں یہی دھیان بنا ہے---!
بے نسل یہودی سہم جاتے تھے جس سے
ایمان وہ میں لاوں یہی عنوان بنا ہے-------!
تیرے ایک ایک زرے کے زخم پر مرحم
میں خون سے لگاوں یہی سامان بنا ہے----!
ہے کس کو فکر کہ تیرا بدلہ ابھی باقی
میں یاد اب دِلاوں کہ یہ فرمان بنا ہے----!
ہے وقت کہاں اتنا کہ یہ سوچیں میرے رہبر
اقصیٰ کے ذکر میں بھی یہی قرآن بنا ہے----!

ابو حنظلہ

پیغامِ عید سعید

عیدالفطر کے پر مسرت لمحات میں کشمیر، فلسطین، برما اور دیگر بحران زدہ مسلم خطوں کی بے کس و بے آسرا بہنوں اور بیٹیوں کو اپنی دعاؤں میں ضرور رکھئے گا۔اللہ کرے کہ وہ بھی آزادی کا یاد سورج جلد طلوع ہوتا دیکھیں اور خوشیوں سے بھرپور عیدیں گزار سکیں

(مولانا اسماعیل ریحان صاحب)

رمضان المبارک کے بعد عید امت مسلمہ کے لیے خوب صورت تحفے کی صورت میں دی جاتی ہے اس موقع پر رب کریم کا خوب شکر ادا کیجیے، اس کی ثنا اور برائی بیان کیجیے اور سال کا ہر دن پاک پروردگار کی رضا والا گزارنے کی دعا کیجیے آمین خوش رہیں، خوشیاں بانٹیں کسی کی دل آزاری سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کیجیے۔اللہ پاک ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین

(حفصہ محمد فیصل کراچی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی مغفرت اور عید کی خوشیاں عطا فرمائے! آمین میری طرف سے " قارین پیام حیا اور پوری ٹیم کو" عید مبارک تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَ مِنْکُم! اُس دن تو قبولیت کی ہول سیل لگی ہوتی ہے پورے سال میں یہ خاص الخاص اور بہت ہی خاص موقع بس ایک بار آتا ہے جب ہم ”عید الفطر“ کی نماز کے لئے جاتے ہیں تو عید گاہ میں آخرت کے بارے میں کی گئی ہر دعا قبول ہوتی ہے اور دنیا کے بارے میں کی گئی ہر وہ دعا جو ہماری مصلحت میں ہوتی ہے وہ بھی قبول کی جاتی ہے اور جو ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتی اس کی جگہ اس سے بہتر چیز عطا فرما دی جاتی ہے یا کوئی سر سے مصیبت، دعا کے بدلے ٹالی جاتی ہے۔

(غلام اللہ اوکاڑہ)

اپنی ذکوۃ صدقات غرباء و مساکین میں تقسیم کر کے چھوٹا سا تحفہ ان سفید پوش گھرانوں کو بھی دیں جن کی خودداری انہیں سفید پوشی کا بھرم رکھنے پر مجبور کرتی ہے اور وہ اپنی مجبوریاں کسی کے سامنے بیان نہیں کر سکتے لیکن منتظر ہیں،

(ارساء فاطمہ)

تمام اہل اسلام کو عید کی خوشیاں مبارک ہو

(ام حسین کراچی)

پیام حیاء کی قارئین و قاریات کو عید مبارک

(فاطمہ سعید)

ٹھنڈا لوہا گرم لوہے کو کاٹتا ہے

آمنہ خورشید کے قلم سے

سارے گاؤں میں یہ بات پھیل چکی تھی کہ شرفو کی بیٹی سسرال سے ناراض ہو کر واپس آگئی ہے۔ اگرچہ شرفو کی بیوی زبین نے محلے والیوں کو بہت یقین دلانے کی کوشش کی کہ مانو کی طبیعت خراب ہے، کاموں سے تھکاوٹ ہے سو ذرا دم لینے کو میکے آئی ہے۔ کہاں سسرال کے نہ ختم ہونے والے کام اور دو بچوں کی ریں ریں، کہاں میکے کے ٹھاٹ باٹ جہاں کوئی مانو بی بی کو تنکہ بھی توڑنے نہیں دیتا۔

لیکن وہ مائی تنور والی ہی کیا جو اس بے دلیل بات پر یقین کرلے۔ اس نے تو جو دیکھا سنا تھا سب کا سب مرچ مصالحہ لگا کر ہر آئی گئی کو بتا دیا۔

"صاف لگتی کہوں مانو کا مزاج تو شروع سے تیکھا ہے۔ اور وہ چودھری تنویر اور اس کی ماں، کب تک برداشت کرتی۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے چودھری تنویر کو تانگے پر بیٹھے ہوئے۔ چھوڑنے آیا تھا ناں دو دن پہلے۔ ادھر مانو اتری ادھر تانگہ ٹھکا ٹھک دوڑنے لگا۔ ذرا جو مسکرایا ہو بیوی کو دیکھ کر۔ میں نے تو یہ بھی سنا ہے ساتھ والے گاؤں میں رہنے والی بہن سے، کہ چودھری تنویر ایک دو دن میں کاغذ بھی بھیجنے والا ہے۔ بھئی خود زبین نے بھی تو میاں پر ساری عمر چڑھائی ہی کی ہے۔ لو بھئی اس بات کی تو ہم سب گواہ ہیں ناں؟"

یہ کہہ کر مائی تنور والی نے بڑی مہارت سے جھک کر پھولی ہوئی روٹیاں تنور سے نکالیں اور ایک جھٹکے کے ساتھ چنگیر میں رکھتے ہوئے پوچھا۔ عورتیں جو ابھی تک کاغذ والی بات پر آنچل منہ میں دبائے گنگ کھڑی تھیں، فوراً ہاں میں سر ہلانے لگیں

"دیکھ میری بیٹی! مانو پتر! اتنا غصہ اچھا نہیں۔ کیا ہوا جو تیری ساس نے روٹی جلنے پر تجھے ڈانٹ ڈپٹ کر دی۔ غلطی بھی تو تیری ہی تھی ناں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے تو نے خوب بڑھ چڑھ کر بولا ہو گا اسی لیے تو تنویر بھی غصے میں ہے۔ بھلا وہ کیسے برداشت کرے... تو نے اس کی ماں کو اس کے سامنے اتنا برا بھلا کہا ہے۔"

زبین بہت پیار سے مانو کو سمجھا رہی تھی۔ وہ جانتی تھی بیٹی زبان کی تیز ہے پھر برداشت بھی تھوڑی رکھتی ہے۔ خود مانو دل ہی دل میں اپنی غلطی کا اعتراف کر چکی تھی لیکن پھر سوچتی۔ واپس جاؤں گی تو پھر وہی ساس کی روز کی

ڈانٹ ڈپٹ۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر دیر تک پوچھ گچھ۔ ہر کام میں کیڑے نکالنا۔ تنویر کے کان بھرنا۔ پھر تنویر اس کی لڑائی ہو جاتی۔ ساس بھی شامل ہوتی۔ مانو کون سا ادھار رکھتی تھی۔ خوب جواب دیتی جاتی جس سے آگ مزید بھڑک جاتی اور تقریباً ہر روز ہی پاس پڑوس والوں کو تماشا دیکھنے کو ملتا۔ تنویر شریف آدمی تھا ہاتھ نہ اٹھاتا بلکہ زیادہ تر ماں اور بیوی کی اس چیخ چیخ میں خاموش ہی رہتا۔

لیکن جب اس دن مانو نے اس کی ماں کو گالی ہی دے دی تو اس نے مانو کا ہاتھ پکڑا، تانگے میں بٹھایا اور تین میل دور اس کے میکے والے گاؤں چھوڑ کر واپس آ گیا۔

وہ تنگ آ گیا تھا۔ ماں کو خاموش نہ کرا سکتا تھا لیکن مانو سے توقع رکھتا تھا کہ ماں کی جلی کٹی برداشت کر لے۔ مانو ساس کی باتوں سے تنگ اس سے توقع رکھتی کہ وہ گھر آ کر اس کا ساتھ دے گا اور ماں کو برا کہے گا۔ یوں توقعات کے اس کھیل میں ہار جیت تو کسی کی نہ ہوئی ہاں دلوں کے مابین فاصلے بڑھ گئے۔

جب سے مانو میکے آئی تھی، شرفو چپ چپ رہنے لگا تھا۔ وہ سوچتا تھا بیٹی کو کیسے سمجھائے۔ خود اس کا دل بھی دکھتا تھا جب سمدھن کے ظلم و ستم کی داستان روتی ہوئی مانو کے زبان سے سنتا تھا۔ اس کا دماغ بھی بھڑکنے لگتا تھا جب مانو کے ٹپاٹپ گرتے آنسو اس کے دل پر گرتے تھے۔ لیکن وہ اپنی بیٹی کے مزاج کو جانتا تھا۔ نازوں پلی اکلوتی اولاد تھی اور مزاج کی انتہائی تیز۔

اچانک اسے ایک خیال آیا اور اس نے اسی وقت اپنے خیال کو عملی جامہ پہنانے کا سوچ لیا۔

”مانو! چل میرے ساتھ دکان پر۔ گھر پر رہ کر اداس ہو گئی ہے میری بچی!“

مانو جو سارا دن سوچوں میں گھری کبھی برآمدے کبھی چھت کی سیڑھیوں پر بیٹھی رہتی تھی، خوش ہو گئی۔ محلے میں سکھی سہیلیاں اس سے ملنے سے کترانے لگی تھیں کہ ان کی مائیں ڈانٹ ڈپٹ کرتی تھیں۔ اور گھر کے اندر زیبن ہر وقت

نصیحتوں کا پنڈورا کھولے رکھتی۔ سو جب ابا نے اسے اپنے ساتھ چلنے کا کہا تو فوراً سلیقے سے چادر اوڑھ کر تیار ہو گئی۔ دونوں بچے بھی آنچل کا کونہ پکڑ کر کھینچنے لگے تو زینب نے انہیں کھینچ کر اپنے پاس کر لیا۔

دکان پر پہنچ کر شرفو نے کیلیں بنانے کا سانچہ اور لوہے کی ایک سلیٹ نکالی۔ وہ گاؤں کا مشہور لوہار تھا اور لوگ اس سے لوہے کی اشیاء بنوانے کے لیے دور دور سے آیا کرتے تھے۔ پہلے شرفو نے لوہے کی سلیٹ کو آگ میں خوب تاپا۔ جب وہ سرخ ہو دہکنے لگی تو اس نے بڑی احتیاط سے ایک بڑے سے چمٹے سے اسے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ پھر اس نے کیلیوں کا سانچہ لیا اور اسے بھی آگ میں تاپنے لگا۔ وہ سانچہ بھی چونکہ لوہے کا ہی بنا ہوا تھا سو جلد ہی گرم ہو کر دہکنے لگا تو شرفو نے کہا۔

دیکھ پتر! یہ سانچہ اس سلیٹ پر رکھنے سے کیلیں تیار ہوتی ہیں۔" یہ کہہ کر اس نے گرم سانچہ دہکتی ہوئی سلیٹ پر رکھا تو کیلیں بننے کی بجائے سرخ چنگاریاں اڑنے لگیں۔ مانو ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔ شرفو بھی اپنے ہاتھ پاؤں نہ بچا لیتا تو جھلس گیا ہوتا۔ پھر اس نے ٹھنڈا پانی ڈال کر دونوں لوہے ٹھنڈے کیے۔ سلیٹ پھر سے گرم کی لیکن اس بار اس نے سانچہ گرم نہ کیا۔

بس پھر کیا تھا! ٹھنڈے سانچے کو گرم سلیٹ پر رکھنے کی دیر تھی کہ کیلیں ٹھکا ٹھک کٹنے لگیں اور نیچے پڑی ہوئی پرات میں گرنے لگیں۔

"دیکھا مانو پتر! گرم لوہے کو گرم لوہے کے ساتھ ملایا تو آگ بن گیا۔ لیکن ٹھنڈے سانچے نے آنکھ جھپکنے میں سرخ گرم سلیٹ کو چیر کر رکھ دیا۔ پس ٹھنڈا لوہا گرم لوہے کو کاٹتا ہے۔

تو بھی مانو پتر! ٹھنڈا لوہا بن جا۔ اگر تو چاہتی ہے تیری زندگی خوشی اور سکون کے سانچے میں ڈھل جائے تو تو اس ٹھنڈے سانچے کی طرح ہو جا۔ پھر اوروں کا غصہ اور گرم مزاج تجھے پریشان نہیں کرے گا۔ گرم لوہا بنے گی تو چنگاری اڑنے لگے گی جو دو گھروں کو جلائے گی۔ چل آجا پتر! گھر چلتے ہیں۔ بچے تیری راہ دیکھ رہے ہوں گے اور تنویر بھی۔

میں نے کو چوان بھیج کر بلوایا ہے اسے۔" شرفو نے شفقت اور پیار سے مانو کے سر پر ہاتھ رکھا اور دکان سے باہر نکل آیا۔ سوچوں میں گھری مانو نے ایک نظر ٹھنڈے سانچے پر ڈالی اور پھر پرات میں گری ہوئی کیلوں کو دیکھا۔ پھر وہ دل سے مسکرا دی۔ منفی سوچوں کے بادل یوں چھٹ گئے تھے جیسے کبھی آئے ہی نہ ہوں۔

اگرچہ ایک سیدھے سادے لوہار نے اپنی ناسمجھ بیٹی کو سمجھانے کے لیے اپنے خیال کو عملی جامہ پہنایا تھا لیکن اس کا کہا ہوا چھوٹا سا جملہ "ٹھنڈا لوہا گرم لوہے کو کاٹتا ہے" اتنا پیارا اور قیمتی تھا کہ تبھی سے گاؤں کی ہر سہاگن اس جملے کو اپنے جہیز میں ساتھ لے کر جاتی رہی۔

اس بار میٹھی عید، کچھ منفرد انداز سے

حفصہ محمد فیصل

رمضان المبارک کی رحمتوں بھری ساعتیں اور برکتوں بھری گھڑیاں اختتام پذیر ہونے کو ہیں، ان مبارک لمحوں کے بعد میٹھی عید کی خوشگوار روایات کا اہتمام کرنا بھی ایک الگ ہی مزہ اور لطف دیتا ہے۔

عید کی رات ہر طرف گہما گہمی کا سماں ہوتا ہے، کسی کو مہندی چوڑی کی فکر کھا جا رہی ہوتی ہے، تو کسی کے کپڑے درزی کے پاس سے نہیں آ ہوتے، باورچی کھانے سے اشتہاء انگیز خوشبوئیں اٹھ رہی ہوتی ہیں، خواتین مہمانوں کی آمد کا پیشگی انتظام کر کے رکھنے کی فکر میں ہوتی ہیں، ساتھ ہی اس رات میں رب کریم کے التفات وانوارات بھی حضرت انسان پر حد سے سوا ہوتے ہیں، پورے ماہ صیام کے بقدر آج کی رات بخششیں کی جاتی ہیں، اس لیے ان سب مصروفیات کے باوجود کچھ وقت خالق کون ومکان کے حضور بھی کھڑے ہونا ہوتا ہے، تاکہ محرومی نہ رہے۔

میٹھی عید سے منسلک، سویاں، شیر خرما اور عیدی ہماری خوب صورت روایات ہیں، مگر ہم ان روایات کو جدت کے رنگ میں رنگ لیں اور ایک طرز سے اس کو اس بار پیش کریں تو یقیناً آپ، آپ کے گھر والے اور آپ کے ہاں آنے والے مہمان نہ صرف اس جدت سے محظوظ ہوں گے۔ بلکہ اس کو کافی دنوں تک یاد بھی رکھیں گے۔ اس بار جن پیالیوں اور رکابیوں میں آپ اپنے مہمانوں اور پڑوسیوں کو شیر خرما اور

سویاں پیش کریں ان پر فیبرک پینٹنگ کلر سے خوب صورت خطاطی کے ساتھ
"عید مبارک"
لکھیے، پیالی کے بیرونی حصے پر، جب کہ رکابی کے کناروں پر آپ اس ذوق کا اظہار کرکے اپنے عزیزوں کو خوش کر سکتی ہیں، اس کے لیے چند شوخ رنگ کے ٹیوب منگوا کر عید سے دو دن پہلے ان برتنوں پر یہ نقش و نگار بنالیجیے ، اگر آپ کو ڈرائنگ یا مہندی لگانے کی شدبد ہے تو آپ یہ کام احسن طریقے سے انجام دے سکتی ہیں، پھر ان برتنوں کو کچھ دیر دھوپ میں رکھ چھوڑیے تاکہ رنگ پکا ہو جا۔ اسی طرح رنگین کارڈ شیٹ کے چھوٹے چھوٹے کارڈ بنائیے پھر ان پر لیس، یا ربن سے آرائشی پھول بنایے اور ان پر آپ کارٹون یا پھولوں والے اسٹیکر بھی چسپاں کر سکتی ہیں، اس تہنیتی کارڈ میں خوب صورت نقش و نگار کے ساتھ خوشی کے القابات لکھ کر رکھ لیجیے، چونکہ بچے اور عیدی لازم و ملزوم ہیں، بچوں کو ان کے ذوق، عمر اور جنس کے اعتبار سے عیدی کے ساتھ یہ کارڈ بھی دیجیے، چھوٹے بچوں کو چاند، ستارے والے، لڑکوں کو پھولوں والے اور لڑکیوں کو لیس اور ربن ورک والے کارڈ دیجیے، عیدی تو سبھی دیتے ہیں مگر اس طرح انوکھی عیدی لے کر بچوں کی خوشی دوبالا ہو جا گی۔

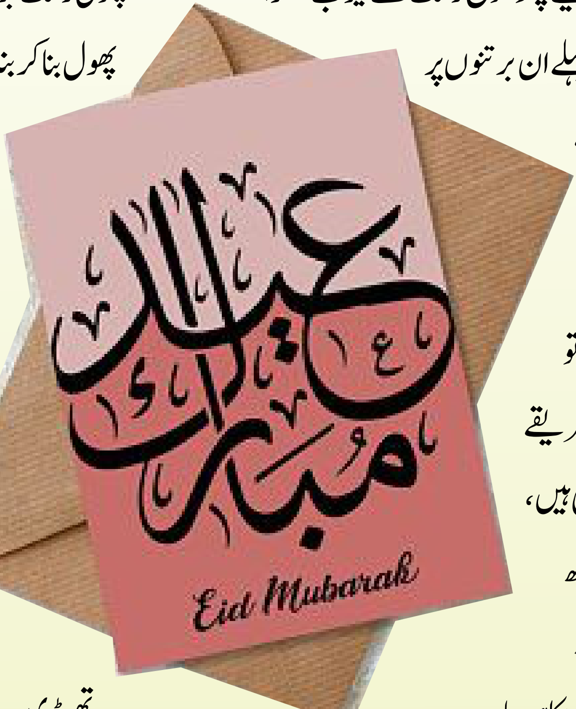

رنگین پھولدار چھوٹی تھیلیاں منگوائیں اس میں چھوٹی چھوٹی رنگ برنگی ٹافیاں اور غبارے بھر کر ربن سے پھول بنا کر بند کریں، ایک کرسٹل باؤل میں یہ رنگین تھیلیاں رکھ کر اپنے ڈرائنگ روم کے سینٹر ٹیبل پر رکھ دیں، مہمانوں کے ساتھ آنے والے ننھے منوں کو اس سے نوازیں، وہ اس رنگین اور پیارے تحفے کو پاکر یقیناً ایک انوکھی خوشی محسوس کریں گے، ویسے بھی چھوٹے بچے رنگوں اور غباروں سے بہت جلد متاثر ہوتے ہیں۔ آپ کی اس تھوڑی سے سعی سے ان گل گو تھنوں کی خوشی دیدنی ہو گی۔ اس طرح آپ اس بار کی میٹھی عید کو ایک خوب صورت یادگار بنا سکتی ہیں۔ تو پھر دیر کس بات کی ہے؟ میٹھی عید بہت قریب ہے جلدی سے لوازمات لائیے اور اس کی تیاری کیجیے، اس طرح آپ اپنوں کو خوشی کا منفرد انداز بخش کر اس میٹھی عید کو یادگار بنالیں گی۔

عید کے دن۔۔۔عید کا پیغام

(کارزار/انورغازی)

عید کا دن خوشی کا دن ہے۔اس میں کوئی شک نہیں۔اللہ نے عطا ہی خوش ہونے کے لیے کیا ہے تو پھر ہم کیوں نہ خوشی منائیں، مگر صرف ایک بات کا خیال رکھیں۔وہ یہ کہ وہ خوشی ہرگز خوشی نہیں کہلا سکتی جو اللہ کو ناراض کر کے منائی جائے۔وہ اعلیٰ درجے کی بدنصیبی ہی کہلا سکتی ہے۔لہٰذا ہم بچیں اس روز تمام حرام کاموں سے۔حرام کھانوں سے۔گانے بجانے سے۔بے پردگی سے۔ناجائز کھیلوں اور بری صحبت سے۔

یاد رکھیں! جس طرح ہم راحت کے اسباب تو جمع کر سکتے ہیں مگر راحت دینے والی ذات اللہ کی ہے، اسی طرح خوشی بھی اللہ خود ہی عطا کرتے ہیں، ہم بس اطاعت بجالائیں۔خود بھی یقین رکھیں اور اپنے دوستوں کو بھی سمجھائے کہ ناجائز تفریحات میں کوئی خوشی نہیں، کوئی خوشی نہیں! اگر ہمارا عید کا دن سلامتی سے گزر جاتا ہے تو ہم اللہ کے اعلان کے مطابق یقیناً بخشے بخشوائے ہیں ورنہ بلاشبہ پکڑے پکڑوائے!

عید کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے مسجد کی طرف جا رہے تھے۔راستے میں ایک جگہ کچھ ایسے بچوں کو کھیلتے دیکھا جنہوں نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔بچوں نے سلام کیا تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا۔کچھ آگے تشریف لے گئے تو وہاں ایک بچے کو اُداس بیٹھے دیکھا۔آپ اس کے قریب رک گئے اور پوچھا:

”تمہیں کیا ہوا ہے کہ اداس اور پریشان نظر آ رہے ہو؟“

اس نے روتے ہوئے کہا: ”اے اللہ کے محبوب میں یتیم ہوں، میرا باپ نہیں ہے جو میرے لیے کپڑے لا دیتا، میری ماں نہیں ہے جو مجھے نہلا کر نئے کپڑے پہنا دیتی اس لیے میں یہاں اکیلا اداس بیٹھا ہوں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”اس بچے کو نہلا دو۔“

اتنے میں آپ نے اپنی مبارک چادر کے دو ٹکڑے کر دیے۔کپڑے کا ایک ٹکڑا اسے تہبند کی طرح باندھ دیا گیا اور دوسرا اس کے بدن پر لپیٹ دیا گیا۔پھر اس کے سر پر تیل لگا کر کنگھی کی گئی حتیٰ کہ جب وہ بچہ تیار ہو کر آپ کے ساتھ چلنے لگا تو آپ نیچے بیٹھ گئے اور اس بچے سے فرمایا: ”آج تو پیدل چل کر مسجد نہیں جائے گا بلکہ میرے کندھوں پر سوار ہو کر جائے گا۔“

آپ نے اس یتیم بچے کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور اس گلی میں تشریف لے گئے جس میں بچے کھیل رہے تھے۔جب انہوں یہ منظر دیکھا تو وہ حسرت سے کہنے لگے:

”کاش! ہم بھی یتیم ہوتے۔آج ہمیں بھی آپ کے کندھوں پر سوار ہونے کا شرف نصیب ہوتا۔“

جب مسجد میں تشریف لا کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ بچہ نیچے بیٹھنے لگا۔آپ نے اسے فرمایا:

”آج تم زمین پر نہیں بیٹھو گے بلکہ میرے ساتھ منبر پر بیٹھو گے۔“آپ نے اس بچے کو منبر پر بٹھایا اور پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

”جو شخص یتیم کی کفالت کرے گا اور محبت و شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے گا، اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اتنی ہی نیکیاں لکھ دے گا۔“

مزید فرمایا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس کو مصیبت کے وقت تنہا نہیں چھوڑتا۔جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔جو شخص کسی مسلمان کی مشکل دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت میں اس سے سختی دور فرمائے گا۔“

آپ بھی کسی یتیم، مسکین، نادار، غریب اور بے بس بچے، بیوہ یا بے بس بھائی کی مدد کر کے اپنے دلوں اور روح کو تسکین بخش سکتے ہیں۔آپ اپنی عید کی خوشیوں کو حقیقی اور روحانی بنا سکتے ہیں۔عید کے دن صرف کسی ایک میلے کچیلے بچے کو اجلا کر!! غریبوں کی دیکھ بھال کرنا، ان کو اپنی خوشی میں شامل کرنا، کسی بیوہ کی مدد کرنا، یتیموں اور ناداروں کی کفالت کرنے کی شریعت کے حکم کے علاوہ اس وجہ سے بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ وہ بھی آپ کی طرح سانس لیتا، خواہشوں کا پتلا اور ارمانوں کی آماجگاہ....ایک انسان ہے۔

یاد رہے ہر ایک انسان کے دوسرے انسان پر کچھ نہ کچھ حقوق ہوتے ہیں۔انہی حقوق کی رعایت و پاسداری کو مثالی معاشرت کہا جاتا ہے چنانچہ خیر القرون میں غریبوں، یتیموں اور بیوا ں کو اس قسم کی مشکلات کا حل میسر تھا۔یہ بھی دیگر لوگوں کی طرح ہر تہوار اور خوشی کے موقع میں برابر کے شریک ہوتے تھے۔

کسی کو یہ غم نہیں محسوس ہوتا تھا کہ میں یتیم ہوں، میرا باپ نہیں، میری ماں

نہیں، میرا شوہر نہیں۔ انہیں عمدہ صفات پر غیر مسلم عمل پیرا ہو کر اپنے معاشرے کو اچھا بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، جبکہ ہمارے اہل ثروت عیاشی اور فحاشی پر روپیہ پیسہ پانی کی طرح بہاتے ہیں۔ دنیا کے کئی اہلِ ثروت نے غریبوں کی مدد کے لیے باقاعدہ فلاحی ادارے قائم کیے ہیں۔ گزشتہ دنوں خبر پیپآئی تھی کہ بل گیٹس کے بعد دنیا کے ایک اور امیر ترین شخص ”وارن بفٹ“ نے بھی فلاحی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ وارن بفٹ دنیا کا دوسرا مالدار ترین شخص ہونے کے باوجود ایک چھوٹے سے پرانے گھر میں ہی رہتا ہے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ بڑا مکان کیوں نہیں لیتے تو اس کا جواب بڑا دلچسپ ہوتا ہے: ”کیا دوسرے لوگوں کے پاس ایسا ذاتی مکان بھی ہے۔ جب دوسرے کے پاس چھوٹا مکان بھی نہیں ہے تو پھر میں بڑے کی خواہش کیوں کروں؟“ یہ سوچ تو ہمارے مسلم ذہن کی تھی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے ”وارن بفٹ“ دیوبند کے نامور عالم مولانا سید اصغرؒ کی نقل کر رہا ہے جنھوں نے زندگی بھر ہر سال مکان کی مرمت کا بوجھ تو اُٹھایا، لیکن اسے پکا نہ کرایا کہ علاقے کے لوگوں کو مکان پکا کرانے کی استطاعت نہ تھی اور مولانا کو سب کا مکان بنانے کی قدرت نہ تھی۔

افسوس! ہمارے گھر کی سوچ سے غیر تو متاثر ہیں لیکن خود ”ہم“ اس سے عاری نظر آتے ہیں۔ ایک طرف تو یہود و نصاریٰ کے مالدار ترین شخص اپنے غریب عوام کی مدد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے نظر آتے ہیں۔ دنیا بھر کے غیر مسلموں نے غریبوں کی مدد کے لیے کئی طریقے نکالے ہیں کہ وہ کس کس طرح ان کی مدد کر سکتے ہیں چنانچہ وہ ایک ایک پیسے سے ان کی مدد کر رہے ہیں۔ دوسری طرف پورے عالم اسلام کو چھوڑیے، اسلام کے قلعے کو ہی لے لیجیے کہ پاک وطن میں بے حسی کا عالم یہ ہے کہ ایسے بے شمار بچے بچیاں آپ کو ہر صوبے، ہر گاوں، ہر محلہ اور ہر گلی میں مل جائیں گے جو عید کے دن بھی پھٹی قمیصیں اور ادھوری شلوار میں ملبوس برہنہ پا کسی برگد کے نیچے ”بے در و دیوار جھونپڑی“ میں پیاز کے ساتھ سوکھی روٹی کے ٹکڑے کھا رہے ہوتے ہیں۔ ان کے قریب سے لشکارا مارتی گاڑیوں میں لکھ اور کروڑ پتی اپنے بچوں کے ساتھ دھول اُڑاتے ہوئے گزر جاتے ہیں لیکن کیا مجال ہے کوئی سیٹھ اپنی عارضی مستی اور فنا ہونے والی دولت کے نشے سے ایک لمحہ نکال کر ان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھ بھی لے۔ اللہ کے دیے ہوئے میں سے مٹھی بھر ”خیرات“ ان کو بھی دے دے۔ گوشت کا کوئی لوتھڑا ہی ان کو دے دے۔

ایسی بے شمار داستانیں ہیں۔ فقر و فاقہ سہتے ہوئے ایک ایسے ہی خاندان کی لرزہ خیز داستان سنیے: یہ سندھ کا ایک گاوں ہے۔

اس میں ”انعام“ نامی ایک شخص رہتا ہے۔ اس کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ یہ 45 سال سے زندگی کی گاڑی کھینچ رہا ہے۔ ایک دن کہیں سے آ رہا تھا کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ ساری جمع پونجی خرچ ہو گئی۔ اولاد چونکہ چھوٹی ہے لہٰذا وہ کما نہیں سکتی۔ نتیجے کے طور پر گھر میں فاقے شروع ہو گئے۔ اس کا ایک بیٹا فاقے کی وجہ سے دنیا سے چلا گیا....

آج عید کا دن ہے۔ یہ بوڑھا شخص اپنی تین بیٹیوں، تین بیٹوں اور اپنی بیوی سمیت ایک جھگی کے سائے تلے کسی ”سخی کی سخاوت“ کا منتظر ہے۔ اس کی چھوٹی سی معصوم بچی اپنی ماں سے ضد کر رہی ہے کہ مجھے نئی فراک اور ٹافیاں چاہییں۔ ماں کی ممتا اس کو گود میں اُٹھانے پر مجبور کرتی ہے۔ اس نے اپنی گڑیا کو اُٹھا کر بہت دلاسے دلائے کہ ابھی کوئی لے کر آنے والا ہے.... لیکن شام تک اس کے لیے کوئی فراک اور ٹافیاں لایا نہ ہی کسی نے معقول کھانے کا انتظام کیا.... عید کا پورا دن بے بسی کی حالت میں بھوک سے گزر گیا۔ اس دن بھی اس خاندان نے فاقے کاٹے۔

اب تصویر کا اجلا ترین رخ دیکھنے کے لے خیر القرون کی طرف چلے۔ دورِ فاروقی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔ عمر فاروقؓ گلی گلی میں چکر لگا رہے ہیں۔ ایک گھر سے رونے کی آواز آتی ہے۔ آپؓ احوال معلوم کرواتے ہیں۔ پتا چلتا ہے بچے بھوک سے بلک رہے ہیں۔ خاتون نے اپنے بچوں کو تسلی دینے کے لیے ہانڈی میں پانی بھر کر چولہے پر رکھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ اس کے گھر کی تمام ضروریاتِ زندگی فوراً پہنچا دیتے ہیں۔ اس کے بعد کا منظر بہت ہی ارمان انگیز ہے۔ وہ بچے جو بھوک سے بلبلا رہے تھے، کھانا وغیرہ کھانے کے بعد مسکراتے نظر آئے۔

آپؓ نے فرمایا میں بچوں کو ہنستا مسکراتا دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ کچھ دیر انہیں اسی حالت میں دیکھتے رہے۔ وہ خاتون جھولی پھیلا پھیلا کر دُعا دیتے ہوئے کہہ رہی تھی: ”اے کاش! تم ہی حکمران ہوتے۔“

ہمیں سیرتِ فاروقیؓ کو سامنے رکھنا چاہیے۔ ان دنوں کچھ اپنے اعمال اور کچھ حکمرانوں کی کرتوں کی وجہ سے عبرتناک و حیرتناک مناظر کے درمیان ہم کھڑے ہیں۔ اپنے معاشرے کی ضروریات کا ادراک کیجیے۔

سیرتِ فاروقی سے ہدایت کی روشنی لیجے۔ پھر میدان عمل میں اتر جائیے۔ اس خاتون کی "کاش" سے ہمارے دل کی گہرائیوں سے بھی ایک آہ سی نکلتی ہے کہ کاش! آج بھی سرکاری و نجی سطح پر غریبوں کی دیکھ بھال کے لیے کمیٹیاں بن جائیں تو ان کی مشکلات میں کمی واقع ہوسکتی ہے۔

مقصد یہ ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن اُجلے بدن پر اُجلا لباس پہنتے تھے۔ خوشبو لگاتے تھے اور صحابہؓ کے جلو میں عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے لیکن خوشیوں کے جھرمٹ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیوا ؤں یتیموں اور غریبوں کو ہرگز فراموش نہیں فرماتے تھے۔ عید کے دن اگر امیروں کے گھر پکوان تیار ہوتے تھے تو غریبوں کے گھر میں بھی چولہا ٹھنڈا نہیں رہتا تھا۔ جس گھر کا کوئی سرپرست نہ ہوتا اس کے سرپرست آپ ہوتے تھے۔ جس یتیم کا کوئی باپ نہ ہوتا، اس کے سر پر پدرانہ شفقت کا ہاتھ آپ رکھتے تھے۔ ان کی خبرگیری آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذمہ لیتے تھے۔

لہٰذا مقصد یہ نہیں کہ آپ اپنی خوشیاں ادھوری کریں۔ آپ جائز طریقے سے، حلال مال کا مستحب استعمال ضرور کریں، مگر معاشرے کے اس نادار طبقے کو بھی نہ بھولیں۔ آج کون ہے جو غریبوں، ناداروں، مسکینوں اور بیواؤں کو ضرورت کی مختلف اشیاء پہنچا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے سنہری اور مبارک طریقہ پر عمل پیرا ہو کر سرخرو ہو جائے؟

کون ہے جو غریب علاقوں میں عید کے دن سوکھی روٹی کے ٹکڑے کھاتے ہوں کو تر نوالہ فراہم کرے؟

کون ہے جو یتیم، معصوم بچوں اور بچیوں کے سر پر دستِ شفقت رکھ کر ان کو "عیدی" دے؟

کوئی تو چارہ گری کو اٹھے!

عید کا اصل پیغام یہ ہے کہ خوشیوں اور مسرتوں کے دنوں میں دوسروں کو بھی شریک کریں۔ اپنے غریب بھائیوں اور بہنوں کو فراموش نہ کریں۔ دوسروں کو خوشی دینے میں ہی اصل خوشی کا راز پنہاں ہے۔ رمضان ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ ایثار اور قربانی کا مادہ پیدا کریں۔ لینے کے بجائے دینے والے بن جائیں۔

درود شریف

میں تکلیف کی شدت سے تڑپ رہی تھی۔ سب گھر والے اور ہمارا ایک عزیز ڈاکٹر میرے ارد گرد بے بس کھڑے تھے۔ تمام کوششوں کے باوجود درد کی شدت میں کمی نہیں آ رہی تھی۔ ایمبولینس آچکی تھی۔ اب مجھے اٹھا کر سٹریچر پر ڈالنا تھا۔ سٹریچر پر ڈال کر مجھے سیڑھیوں سے نیچے لے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن درد کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ میں اٹھنا تو درکنار میں ہل بھی نہیں سکتی تھی۔ فیصلہ کیا گیا کہ مجھے اٹھا کر سٹریچر پر ڈالا جائے۔ مجھے قطعاً گوارا نہیں تھا کہ مجھے کوئی ہاتھوں سے اٹھائے۔ میں نے تکلیف کی شدت میں بے بسی سے اپنے رب کی طرف دھیان کیا۔ میرے کانوں میں آواز آئی درد کی جگہ پر شہادت کی انگلی سے درود شریف لکھو۔ میں نے سب کو رکنے کا اشارہ کیا اور درودِ شریف پڑھنے لگی اور اپنی انگلی سے درد کی جگہ پر لکھا۔ درد ایک لمحہ میں غائب ہو گیا۔ میں نے اپنے اپ کو نارمل محسوس کیا۔ درود پاک کا ورد زیر لب تھا۔ میں نے سب کو پرے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ خود سے اٹھی سیڑھیاں اتریں اور گھر سے باہر کھڑی ایمبولینس میں جا کر سوار ہو گئی۔ یہ ایک واقعہ ہے۔ جو ارم بلوچ بہن کی فرمائش پر تحریر کیا گیا ہے۔ ایسی بے شمار کرم نوازیاں درود شریف پڑھنے والے ہر امتی پر ہوتی رہتی ہیں۔ درود پاک آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ جس کے فضائل و برکات بے پناہ ہیں۔

عید کی خوشیوں میں اپنی بہن ڈاکٹر عافیہ کو نا بھولیں

شفیق اجمل
درس قرآن ڈاٹ کام

آٹھ دس سال قبل 95 سالہ معروف امریکی اٹارنی جرنل (ریٹائرڈ) رمزے کلارک ڈاکٹر عافیہ کی والدہ اور فیملی سے ملنے پاکستان آئے تھے. انھوں نے ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے سلسلے میں بہت سے پروگرامز میں شرکت کی اور بہت سی پاکستانی معروف شخصیات سے ملاقات کی۔ رمزے کلارک جن کا پچھلے سال انتقال ہو گیا ہر فورم پر یہ بات کی کہ "ڈاکٹر عافیہ صدیقی دنیا کی مظلوم ترین خاتون ہے"۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اس کی رہائی کی کوششوں میں میرا بھی حصہ پڑ جائے اس کے لئے میں اتنا لمبا سفر طے کر کے پاکستان آیا ہوں۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقی مارچ 2003 میں 3 بچوں سمیت کراچی کے علاقے گلشن اقبال سے اغوا کر کے افغانستان پہنچائی گئی۔ جب امریکہ میں اس کا مقدمہ چلا تو امریکی عدالت نے فیصلہ سنا دیا۔ اس فیصلے میں صاف لکھا تھا کہ عافیہ کا تعلق کسی دہشت گرد تنظیم سے ثابت نہیں ہو سکا۔

ہاں لیکن عافیہ سچی پکی مسلمان ہے اسکا عقیدہ مضبوط ہے۔ اس کے باوجود اسکو 80 سال کی سزا ایسے جرم پر سنائی گئی جس سے اس کی مظلومیت اور معصومیت کا واضع اظہار ہوتا ہے۔ جرم بھی فقط الزامات کہ سی آئی اے نے انکو پکڑنے کی کوشش کی تو عافیہ نے بھاگنے کی کوشش کی اس پر 10 سال سزا انکی رائفل چھینی اس پر 10 سال سی آئی اے کے اہلکار پر گولی چلائی جس میں کسی کے زخمی ہونے کے بھی کوئی شواہد نہیں ہے تو اسپر 20 سال سزا وغیرہ. اگر مسلمان اپنے دین سے رہنمائی لیں تو نبی اکرم صلی علیہ السلام کے زمانے میں کسی مسلمان عورت کی بے عزتی بھی ہوتی تو اس کا بڑا سخت رد عمل دیا جاتا۔ عافیہ کا رہائی کروانا امت پر فرض بھی ہے اور قرض بھی ہے۔ اللہ وہ دن نصیب کریں کہ عافیہ کو ہماری حکومت اور عسکری قوت قید سے رہائی دلوا لیں تو اللہ ان شاءاللہ ہماری قوم کی کوتاہی اور غلطیاں معاف کریں گے۔ اور اگر اللہ نہ کریں عافیہ کو وہاں کچھ ہو گیا تو یہ پاکستان کے لیے ہمیشہ کا المیہ بنا رہے گا، پورے دنیا کے مسلمان پاکستان پر ہمیشہ لعن طعن ہوتی رہے گی۔ لوگ بھول لیں گے نہیں۔ ہماری سوچ کہ بھول جائیں گے ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں مظلوم عافیہ کی محبت ڈال دی ہے۔ اسکی جوانی کی عمر جیل کی سلاخوں میں بیت گئی بچے بڑے ہو گئے ماشاءاللہ سے اس سال بھی تراویح میں انکے بیٹے نے قرآن مجید ختم کیا ڈاکٹر بھی بن گیا ہے اور بیٹی بھی ڈاکٹر بن رہی ہے. ماں بیٹی کی جدائی میں سخت علیل اور انتہائی کمزور ہیں بستر پر ہے انکو عافیہ کی ضرورت ہے۔ عافیہ آئے گی تو ماں کی دیکھ بھال کرے گی بچوں سے پیار کرے گی۔

عافیہ صدیقی ایک گھریلو لڑکی ہے ایسی لڑکی پر اتنے بڑے جھوٹے الزام لگانا کہاں کا قانون ہے. اسکو خدارا موقع دیں کہ باقی زندگی اپنے گھر میں عزت کے ساتھ گزارے۔ باقی زندگی اسکی اچھی پر سکون اور بچوں کے ساتھ گزرے۔ اگر ایسا ہوا تو اللہ. ہمیں معاف کر دیں گے ان شاءاللہ اور اگر خدانخواستہ ایسا نہیں ہوا تو ہر ذمیدار پاکستانی اللہ کی عدالت میں جواب نہیں دے سکے گا۔

خدارا اسکو سمجھیں زمہ دار لوگ جو کچھ کر سکتے ہیں ضرور قدم اٹھائیں۔ کیونکہ امریکہ دینا چاہتا ہے لیکن ہم صحیح معنوں میں واپسی کی کوشش نہیں کر رہے۔ یہ بات انکی فیملی سے معلوم ہوتی ہے۔ دنیا بھر میں حقیقی کرمنلز جنھوں نے دوسرے ملک میں بڑی بڑی وارداتیں کی اور عدالتوں نے انھیں سزا دی ان کرمنلز کو بھی ان کی حکومتوں اور اداروں نے کوششیں کر کے رہائی دلوائی اور اپنے ملک لے گئے۔ ہم اس دنیا کی مظلوم ترین لڑکی کے لئے کچھ کریں ورنہ اللہ کی عدالت کا فیصلہ تو اس مظلوم عافیہ اور اس کے خاندان کے حق میں ہی ہو گا۔ پھر ہمارا کیا ہو گا۔ تاریخ اور قدرت ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

ابھی بھی وقت ہے کہ ہم قدم بڑھائیں ہر مسلمان پر اور پاکستان کے طاقت ور حلقے پر فرض ہے کہ اسکے لیے جدوجہد کریے اور انتھک کوشش کرے اور اپنی مظلوم بہن عافیہ صدیقی کو رہائی دلائے۔

اس عید خوشیوں میں عافیہ اور عافیہ کے خاندان کو نا بھولیں۔

ادھوری خوشیاں

ماریہ سہیل

بیس روزے گزر چکے تھے اور عید میں کچھ ہی دن باقی تھے۔امی کی خالہ زاد بہن کے انتقال کی خبر نے ماں کی وفات کے غم کو تازہ کر دیا تھا

آج اسکو اپنی امی بہت شدت سے یاد آرہی تھی۔

کچھ دیر پہلے ہی سات سالہ چھوٹی بہن کے کہے گئے الفاظ ذہن میں گردش کر رہے تھے اور وہ اپنے ضبط کے سارے بندھن توڑ چکی تھی۔سب بھرم ٹوٹ چکے تھے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آیا تھا وہ رونا نہیں چاہتی تھی لیکن غم ہی ایسا تھا کہ جب بھی ماں کی یاد آتی اسکا دل تڑپنے لگتا تھا۔

سات سالہ بہن فاطمہ کا معصوم اذیت بھرا چہرہ اور الفاظ بار بار دل کو تاریک کر رہے تھے۔

وہ ان الفاظ میں کھوئی ہوئی تھی "آپی بڑی عید پر تو مما تھیں اور بیمار تھیں تو مجھے مزہ نہیں آیا تھا اور اب تو مما نہیں ہوں گی تو پتا نہیں عید کیسی گزرے گی اور آپی جب میں عید پر تیار ہوتی تھی تو مما کہتی تھی میری بیٹی بہت پیاری لگ رہی ہے اب اس عید پر کون کہے گا" وہ اب اللہ سے مخاطب تھی

یااللہ!

یہ کیسا غم ہے؟ میرے دل کو قرار دے دے میری فاطمہ کو صبر دے دے اسکے معصوم دل کو ماں کی اس تڑپاتی یاد سے سکون دے دے عید کی ان ادھوری خوشیوں کو میری ننھی بہن کے لیے مکمل کر دے۔کچھ دیر گزری تھی کہ موبائل پر اسکی بیسٹ فرینڈ سونیا کا میسج آیا انہوں نے حال احوال پوچھیں کچھ دیر رسمی گفتگو ہوئی ہی تھی کہ اس نے اپنے رستے ہوئے زخم بتانا شروع کیے گویا وہ کسی کندھے کی تلاش میں تھی

جب کسی کے انتقال کی خبر ملتی ہے تو امی کی یاد آجاتی ہے۔ماں کی وفات کا دکھ ہر دکھ سے بڑا لگتا ہے امی کے بغیر یہ پہلا رمضان گزار رہے ہیں ہر لمحے انکی یاد آتی ہے۔اسکے دل کا حال سن کر سونیا کی آواز بھی بھر آئی۔

پھر وہ بکھرے الفاظ میں تسلی دینے لگیں "میری بہنا! کیا یہ دنیا اور یہ وقت بہت مختصر نہیں ہے؟

کیاامی جان سے جنت میں ملاقات کی امید نہیں ہے؟ابھی تو دائمی ملاقات باقی ہے ناپھر اتنی اداسی کیوں؟
اب آپکواس بات پر غور و فکر کرنا ہے کہ امی جان کی راحت کا سامان اب کیا ہے؟
اوراسی کے لیے کوشش کرتے رہنا ہے۔آپکی اداسی تو فاطمہ کو مزید غمگین کرے گی۔آپ نے ہمت حوصلے سے چلنا ہے۔اللہ تعالیٰ آپکے ہر غم ہر اداسی کو عافیت کے ساتھ راحت میں تبدیل کردے آمین۔سونیا کی باتیں سن کر اسکے دل کا بوجھ کچھ کم ہوااور وہ کچھ دیر گفتگو کرتی رہی۔

سونیانے اسے عید پر اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور فاطمہ کو بھی ساتھ لانے کا کہا۔جسکواس نے بہت خوشی سے قبول کیااور دعائیں لے کر سلسلہ منقطع ہوا۔

فون بند کرنے کے بعد اسکے دل کا بوجھ کس قدر ہلکا ہو چکا تھااور اب اسکوامی جان کے لیے راحت کا سامان کیسے تیار کرنا ہے؟
اور عید پر اپنی بہن کو کیسے خوش کرنا ہے؟اس سوچ میں ذہن کو مصروف کر دیا تھا۔

گھریلو ٹوٹکے

فاطمہ سعید الرحمن

☆اگر مرغی شوربے والی پکانی ہو تو اسے پکانے سے دس پندرہ منٹ پہلے لیموں کا رس اور سرکہ لگا کر رکھ دیں، پھر گھی میں تل کر مصالحہ ڈال کر پکائیں۔

☆تھوڑی سی املی پانی میں بھگو دیں، تھوڑی دیر بعد جب املی نرم ہو جائے تو ہاتھ سے خوب مل لیں اور اس املی والے پانی سے برتنوں کو دھوئیے اور خوب رگڑیں، برتن چمک اٹھیں گے۔

☆کثرت استعمال کے بعد پلاسٹک کے برتنوں اور بوتلوں پر کچھ داغ پڑ جاتے ہیں اور چکنائی جم جاتی ہے اس کیلئے ایک بڑے سے ٹب میں برتنوں کے حساب سے دو بڑے چمچے کپڑے دھونے والا سوڈا ڈال کر برتن اس گرم پانی میں بھگو دیں۔ نتائج حیرن کن ہوں گے۔

☆ہاتھی دانت سے بنی ہوئی مصنوعات اکثر زرد پڑ جاتی ہیں، ایسی چیزوں کو شیشے کے مرتبان میں رکھ کر سورج کی شعاعوں کے سامنے رکھ دیں۔ ان کی زردی ختم ہو جائے گی۔

☆پیاز کوٹ کر سونگھنے سے سر کا درد ختم ہو جاتا ہے۔

☆پودینے کی ڈنڈیاں یا لیموں کے چھلکے کپڑوں اور کتابوں میں رکھنے سے کیڑے ختم ہو جائیں گے۔ موسم گرما میں تکیے میں اگر تھوڑا سا کافور ملا دیا جائے تو اس سے تکیہ ٹھنڈا بھی ہو جائے گا اور کھٹمل بھی نہیں پڑیں گے۔

☆بارش کے موسم میں گھر میں لوبان کی دھونی ضرور دیں، اس سے سیلن ختم ہو جاتی ہے۔

☆بیڈ شیٹ کو کلف لگا کر بچھانے سے سلوٹیں نہیں پڑتیں، اور زیادہ دن صاف رہتی ہے۔

☆اگر کپڑوں پر چکناہٹ لگ جائے تو اس پر خوب پاؤڈر چھڑک کر استری کر لیں اور پھر واشنگ پاؤڈر سے دھولیں۔

دسترخوان

عائشہ صدیقہ نعیم

شیر خرمہ

اجزاء:

دودھ: چار کپ

سبز الائچی: تین عدد

چینی: چار سے چمچ

کیوڑا: ایک کپ

سویاں: ایک کپ

پستہ، کشمش اور بادام پانی میں بھگولیں

ایک چوتھائی کپ کاٹے ہوئے چھوارے یا کھجوریں پانی میں بھگولیں

ترکیب:

دودھ الائچی اور چینی کو ہلکی آنچ پر پکائیں کہ یہ گاڑھا ہو جائے۔ پھر اس میں سویاں ڈالیں جب سویاں نرم ہو جائیں تو بھگوئے ہوئے خشک پھل اس میں ڈال دیں۔ تھوڑی دیر بعد اس میں کیوڑا ڈال کر چولہے سے اتار لیں، گرما گرم یا ٹھنڈا کر کے پیش کریں۔

کھیر

اجزاء:

دودھ: دو کلو

بادام، پستے باریک کاٹ لیں

پانی: ڈیڑھ کپ

چاول: چوتھائی کپ (پندرہ منٹ کیلئے بھگودیں)

چینی: حسب ذائقہ یا تین چوتھائی کپ (کھیر میں ذرا زیادہ چینی ڈالی جاتی ہے)

ترکیب:

چاول اور ڈیڑھ کپ پانی بھاری پیندے کے برتن میں ڈال کر درمیانی آنچ پر پکائیں، پانی خشک ہونے لگے تو لکڑی کے نیچے سے چاول اچھی طرح مسل لیں تاکہ ان کے ٹکڑے ہو جائیں۔ اب ان چاولوں میں ایک لیٹر دودھ ڈال کر درمیانی آنچ پر پکائیں اور وقفے وقفے سے چمچ چلاتے جائیں۔ برتن کی دیوار پر چپکنے والا دودھ بھی چمچے کے ساتھ کھرچ کر پکتے ہوئے دودھ میں ملائی۔ دودھ خشک ہو کر چوتھائی یعنی ایک پاؤرہ جائے، چاول خوب نرم ہو جائیں تو ایک بار پھر آنچ ہلکی کر کے چمچے سے خوب اچھی طرح چاول مسلتی جائیں۔ اب باقی کا ایک لیٹر دودھ بھی ڈال دیں۔ مزید پندرہ منٹ ہلکی آنچ پر پکائیں۔ گاڑھی ہونے لگے تو چینی ڈال دیں تین چار منٹ مزید پکائیں۔

اب کسی پیالے میں نکال کر اوپر سے بادام پستہ چھڑک دیں۔ مزیدار کھیر تیار ہو گئی۔

بہت سے لوگوں کے دماغ میں خیالات کا جم غفیر ہوتا ہے مگر وہ سوچتے رہ جاتے ہیں کہ لکھیں، لیکن اگلا قدم سمجھ نہیں آتا کہ اٹھانا کیسے ہیں۔ کرنا کیا ہے۔ لکھنا کیسے ہے۔ سوان کا سوال یہ ہوتا ہے کہ خیالات کو قلمبند کیسے کریں؟ سوچوں کا دھارا بہہ رہا ہے مگر سپرد قلم کیسے کریں۔ بکھرے خیالات کو یکجا کیسے کریں؟

تو جناب! مانا کہ اولاً خالص طبع زاد تحریر لکھنا مشکل ہوتا ہے لیکن استعداد بڑھانے کو بہت سے طریقے بتائے جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ قلم چل پڑتا ہے۔ جن میں پہلا طریقہ ڈائری لکھنا ہے۔ جی ہاں۔ ڈائری۔ جو زمانہ قدیم سے لکھی جا رہی ہے۔ بے شک لاکھ وجہیں تراش کر ز دلیلیں لا کر اس پر خط تنسیخ پھیریں لیکن تجربات گواہ ہیں۔

سو آپ ایک عدد ڈائری لیں۔ لازم نہیں کہ کاپی ہی ہو ڈیجیٹل ڈائری لیں۔ نوٹ پیڈ کھولیں اور دماغ میں جو کچھ ہے اس کے سپرد کر دیں۔ پہلا کام رف رائٹنگ ہے۔

بس جو ہے اس کو کاغذ پر اتارنا ہے۔ چلیں پھر کریں یہ کام۔۔ ایک پیراگراف سہی وقت مقرر کر کے کچھ لکھ لیں۔

جیسے: مورخہ ۲۲ جنوری، رات آج صبح میں ہمت کر کے آنکھوں کے طبیب کے پاس گیا۔ ماہر چشم نے چشمے کے اوپر سے مجھے گھورا۔ سر تا پا نگاہ ڈالی پھر سر جھٹک کر بولے۔ جی تو صاحب بتائیے کیا مسئلہ ہے۔ میں نے ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا: میں نے کسی مہ جبیں کو نگاہ بھر کے دیکھا نہ ہی کسی دوشیزہ پر نگاہِ شوق ڈالی البتہ نگاہِ غلط پر بھی قابو رکھا پھر بھی میری آنکھوں میں سرخی اتر آئی ہے۔۔۔ الی اخرہ

یعنی کوئی بھی خیال ہے۔ کوئی اہم بات ہے۔ کوئی قصہ ہے۔ کوئی دل لگی، راز و نیاز یعنی کچھ بھی کیوں نہ ہو آپ ڈائری پر اتار دیں۔ اب یہ کام روزانہ کی بنیاد پر کرنا ہے۔ (پریکٹس لازمی ہے) ڈائری کے فوائد پر بھاشن کو دور رکھتے ہوئے بتاتا چلوں کہ یہ لکھنے میں معاون ثابت ہو گا۔ الفاظ کو شکل دیں۔ خیالات کو جمع کریں۔ منتشر سوچوں کو رقم کریں۔ پھر کبھی دل لکھنے کو نہیں چاہتا تو کوئی تصویر بنا لیں۔ کٹنگ لگا لیں۔

دوسرا طریقہ کہانی لکھنا ہے۔ چھوٹی سی ننھی سی کہانی۔ لازم نہیں کہ بنا سنوار کے لکھیں۔ جو بھی آپ کے پاس الفاظ ہیں کسی بھی زبان کے انہیں استعمال میں لا کر ضبط تحریر کرلیں۔ ایک اور طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی تحریر کی تلخیص و تسہیل کریں۔ کسی بڑے ادیب، کہانی کار کی تحریر اٹھائیں، سمجھیں، پڑھیں، پھر اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ایسے لکھیں کہ معنی و مفہوم تو اصل ہو مگر الفاظ لکھنے والے کے اپنے ہوں۔

آپ تحریر سیکھنے کے لیے دو چیزوں کے درمیان فرضی مکالمہ لکھیں۔ جاڑے اور گرمی، محبت نفرت، دو متضاد نظریات کے حامل کردار چن کر مافی الضمیر بیان کریں اور یوں مکالمہ لکھیں۔ لکھنے کی مشق ہوتی رہے گی صلاحیت بڑھتی رہے گی۔

جب آپ لکھیں تو خوف کو پہلی فرصت میں دروازے سے باہر کردیں۔ بلا خوف و خطر جو دماغ میں آرہا ہو بس لکھتے جائیں۔ تحریر کا مکمل کرنا بھی آپ کے ذمہ نہیں ہے یوں ہی ادبی اور گھاڑی اردو کے الفاظ بھی مستعار لینے کی ضرورت نہیں۔ بس سوچوں کو کاغذ پر اتارنا ہے۔ خیالات کو زبان دینی ہے اور لکھتے چلے جانا ہے۔ بناو سنگھار کا مرحلہ دوسرا ہے۔ ہاں مشاورتی اصلاح لیتے رہیے۔

آخری بات یہ کہ دیکھیے لکھنے کا شوق لکھنے سے ہی پورا ہوگا۔ آپ کو شوق تو ہے لیکن آپ لکھتے نہیں تو یاد رکھیے آپ نہیں لکھ سکتے۔ دوسری بات مطالعہ لازم کرلیں بے شک کم ہو روزانہ ہو۔ وہ جو ذخیرہ الفاظ کا سوال کیا جاتا ہے نا کہ ذخیرہ الفاظ کیسے جمع ہوں گے ہمارے پاس تو الفاظ ہی نہیں تو وہ مطالعہ سے جمع ہوں گے۔ اہم الفاظ آپ لکھ یا ہائی لائٹ بھی کر سکتے ہیں۔ پھر ان الفاظ کو وقتاً فوقتاً استعمال کریں گے تو دماغی خانے میں محفوظ ہوتے جائیں گے۔

ذوق و شوق ہے تو لکھنا مشکل نہیں۔ آیئے لکھنا شروع کرتے ہیں۔ جان چھڑائیں گے تو سوچوں کے دھارے بہتے رہیں گے وقت پھسلتا رہے گا۔ آج، کل، نہیں ابھی، تو لیجیے ابھی ہی یہ تحریر پڑھی ہے تو چند جملے سہی لکھ ڈالیے۔ جو بھی ذہن میں ہے۔ جیسا بھی ہے۔ آپ کو وقت نہیں ملے گا وقت نکالنا ہوگا۔ لکھنا لکھنے سے آتا ہے سو لکھنا، لکھنا اور مسلسل لکھنا، ہر قسم کے مطالعہ کی عادت ڈالنا ہی کامیابی کی کنجی ہے۔

(یہ تحریر نو آموز لوگوں کے لیے ہے۔ ان کے لیے نہیں جو خود کو عالم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نہیں کچھ اور بات کیجیے۔)

حیرت انگیز بیوٹی ٹپس آزمائیں اور مہنگے پروڈکٹس سے جان چھڑائیں

آج کل خواتین پرکشش اور جاذب نظر آنے کے لئے بیوٹی پروڈکٹ پر بہت زیادہ پیسے خرچ کرتی ہیں۔ یہ پروڈکٹس نہ صرف مہنگی ہوتی ہیں بلکہ ان کے کئی سائیڈ افیکٹ بھی ہوتے ہیں، جبکہ آپ کا گھر حیرت انگیز پروڈکٹس سے بھرا ہوا ہے آپ انہیں استعمال کرکے اپنی خوبصورتی میں اضافہ کرسکتے ہیں۔

اُم حسن

- ہونٹ کو نرم وملائم بنانے کے لئے ٹوتھ برش کو گیلا کرکے ہونٹ پر پھیریں۔
- اگر جسم میں خارش محسوس ہو تو جو کے دلیے کو پانی میں ملا کر اس سے نہائیں۔
- نیل پولش کو جلد خشک کرنے کے لئے کوکنگ اسپرے کا استعمال کریں۔
- اگر آپ چہرے پر غیر ضروری بالوں سے پریشان ہیں تو شہد، لیموں کا رس اور جو کے دلیے کو استعمال کریں۔
- زنگ کے نشانات سے بچاؤ کے لئے ان پروڈکٹ کے نیچے ٹرانس پیرنٹ نیل پولیش کا استعمال کریں۔
- سیب کے سرکہ کو بہترین اسکن ٹونر کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- استری سے جلنے پر دہی کا استعمال کریں آپ ٹھنڈک محسوس کریں گے۔
- شہد اور دار چینی کو چہرے کے لئے بہترین ماسک کے طور پر استعمال کریں۔
- بالوں کی چمک بڑھانے کے لئے اسٹریٹنر سے پہلے بالوں پر ناریل کا تیل لگائیں۔
- چہرے کو دمکتا ہوا رکھنے کے لئے اس پر زیتون کا تیل لگائیں۔

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

رمضان المبارک کے روزوں اور عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کی احادیث میں بہت فضیلت اور ترغیب آئی ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ ساری زندگی کے روزے رکھنے کی طرح ہے۔ مسلم:2815

اگر کسی کے ذمہ رمضان کے روزے ہوں تو احتیاطاً پہلے ان روزوں کی قضا کی جائی، بعد میں شوال کے بقیہ دنوں میں ان چھ روزوں کو رکھا جائے۔ رمضان کے روزوں کی قضا رمضان کے روزوں کی قضا شوال کے چھ روزے مکمل کرنے کے بعد بھی کر لیں تو گناہ نہیں۔

شوال کے یہ چھ روزے عید کے فوراً بعد رکھنا ضروری نہیں بلکہ عید کے دن کے بعد جب بھی چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ بس اس بات کا اہتمام کر لیا جائے کہ ان چھ روزوں کی تعداد شوال میں مکمل ہو جانی چاہیے۔ یہ چھ روزے مسلسل رکھنا ضروری نہیں ، درمیان میں وقفہ بھی کر سکتے ہیں۔

رمضان المبارک کے علاوہ فضیلت والے روزے رمضان المبارک کے علاوہ روزے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکھا کرتے تھے وہ درج ذیل ہیں: (۱) ایام بیض یعنی ہر قمری مہینے کی 13، 14 اور 15 تاریخ کے روزے۔ (۲) یوم عرفہ یعنی 9/ ذوالحجہ کا روزہ۔ (۳) عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ۔ اس کے ساتھ 9/ یا 11/ تاریخ کے ایک مزید روزے کا اضافہ کرنا چاہیے۔ (۴) پیر اور جمعرات کے دن کے روزے۔

ہمیں بھی ان روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اور پورے سال میں پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزے رکھنا منع ہے۔ اور وہ یہ عید الفطر یعنی پہلی شوال کا روزہ، اور چار دن ایام تشریق کے یعنی 10/ ذوالحجہ سے لے کر 13/ ذولحجہ تک کے روزے ہیں۔

پیامِ حیا میگزین کے لیے تحریر کیسے بھیجیں؟

- ان پیج فائل/ ورڈ فائل بھیجیں۔
- پی ڈی ایف بھیجیں۔
- ایک صاف کاغذ پر خوشخط تحریر لکھیں اور اسکی واضح تصویر لے کر بھیجیں۔

پیامِ حیا کی تحریر کہاں بھیجیں:

- ای میل ایڈریس پر بھیجیں۔

payamehaya@darsequran.com

- وٹس ایپ نمبر پر میسج کریں۔

00923132127970

کسی بھی موضوع پر کہانی مضمون لکھ سکتے ہیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد و نعت، اقوال زریں، معلومات عامہ، نظم، صحت اور بیوٹی ٹپس، ٹیکنالوجی اور اپنی رائے کے لیے بھی تحریریں ارسال کر سکتے ہیں۔

اپنا اور شہر کا نام ضرور واضح کریں۔

مقدار صدقة الفطر

1443/2022

گندم 150 Rs

جو 425 Rs

کھجور 950 Rs

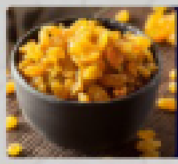

کشمش 2550 Rs

/DarsequranLive /Darsequran1

Plz Subscribe & Like Our New Channels & Pages

/DarsequranKalam /DarsequranMedia /DarsequranKids

www.darsequran.com

حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"جس شخص کی نماز فوت ہوگئی وہ ایسا ہے گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔"

"A person who has missed one Salaat is like one who has lost all his family and wealth."

QR code

درس قرآن ڈاٹ کام

www.darsequran.com

19 سال سے اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانے میں مصروف!

Calender 2022-23 اسلامی کیلنڈر ۱۴۴۳ - ۱۴۴۴ ہجری

July 2022 — ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ

Jun 2022 — ذوالقعدہ ۱۴۴۳ھ

May 2022 — شوال ۱۴۴۳ھ

Apr-May 2022 — رمضان ۱۴۴۳ھ

Oct-Nov 2022 — ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ

Sep-Oct 2022 — ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

Aug-Sep 2022 — صفر ۱۴۴۴ھ

Jul-Aug 2022 — محرم ۱۴۴۴ھ

Feb-Mar 2023 — شعبان ۱۴۴۴ھ

Jan-Feb 2023 — رجب ۱۴۴۴ھ

Dec 2022-Jan 2023 — جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ

Nov-Dec 2022 — جمادی الاول ۱۴۴۴ھ

www.darsequran.com
Please Subscribe & Like Our New Channels & Pages